لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۰ | ۱۲تا۱۸ربیع الاوّل ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۶تا۲۲فروری ۲۰۱۱ء | شمارہ: ۷

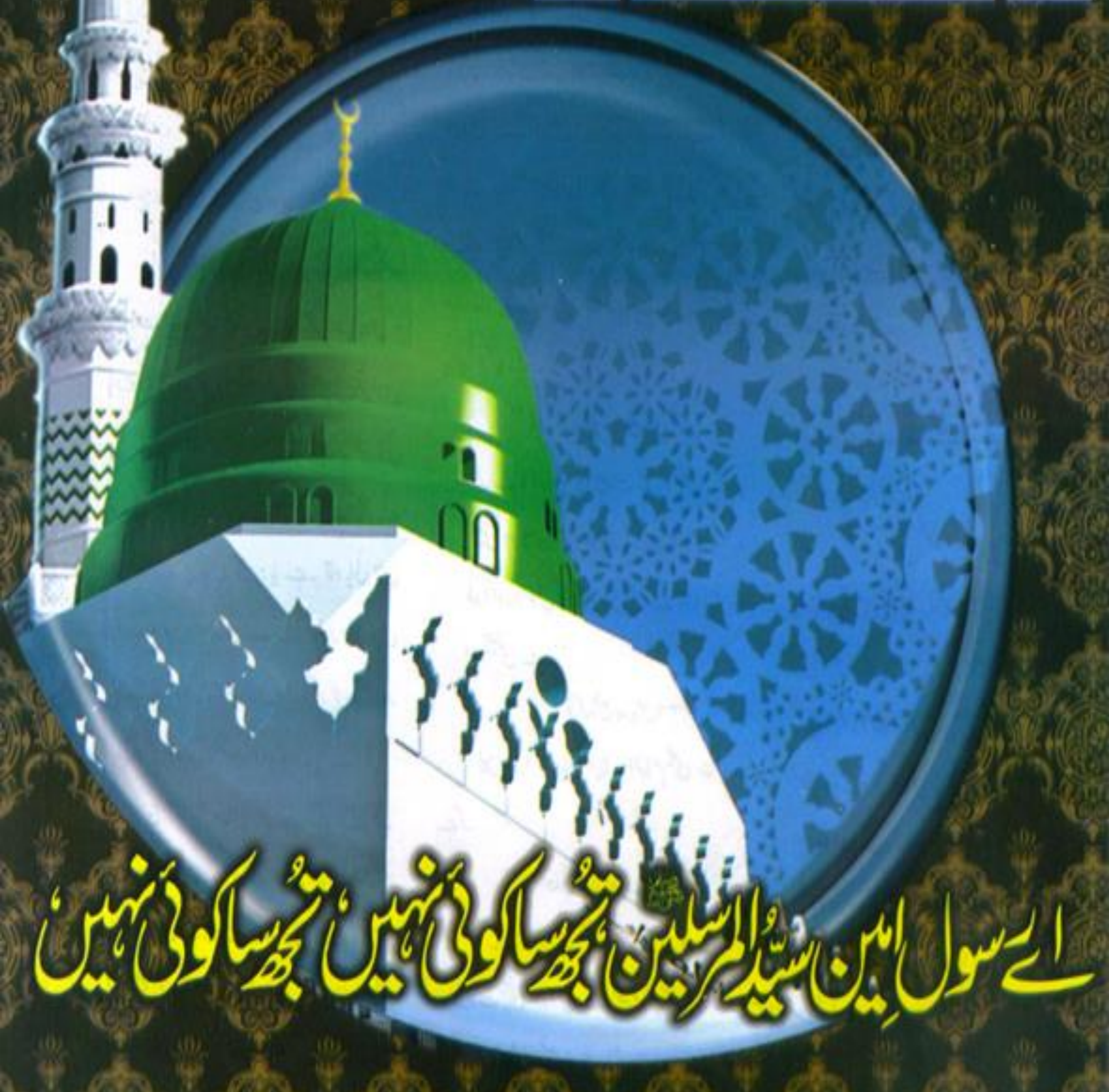

اے رسولِ امین سیّدُ المرسلین ﷺ تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.or
http://www.khatm-e-nubuwwat.co

کلمہ شہادت اور قادیانی

محمد عبداللہ، کراچی

س:...... آپ سے ایک مرتبہ ایک سائل نے سوال کیا تھا کہ کسی غیر مسلم کو مسلم بنانے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا تھا کہ:

"غیر مسلم کو کلمہ شہادت پڑھا دیجئے، مسلمان ہو جائے گا۔"

اگر مسلمان ہونے کے لئے صرف کلمہ شہادت پڑھ لینا کافی ہے تو پھر قادیانیوں کو باوجود کلمہ شہادت پڑھنے کے غیر مسلم کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟ ازراہ کرم اپنے جواب پر نظر ثانی فرمائیں۔ آپ نے تو اس جواب سے سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا ہے۔ قادیانی اس جواب کو اپنی مسلمانی کے لئے بطور سند پیش کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کریں گے اور آپ کو بھی خدا کے حضور جوابدہ ہونا پڑے گا؟

ج:...... مسلمان ہونے کے لئے کلمہ شہادت پڑھنے کے ساتھ ساتھ خلاف اسلام مذاہب سے بیزار ہونا اور ان کو چھوڑنے کا عزم کرنا بھی شرط ہے۔ یہ شرط میں نے اس لئے نہیں لکھی تھی کہ جو شخص اسلام لانے کے لئے آئے گا، ظاہر ہے کہ وہ اپنے سابقہ عقائد کو چھوڑنے کا عزم لے کر ہی آئے گا۔ باقی قادیانی حضرات اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے کیونکہ ان کے نزدیک کلمہ شہادت پڑھنے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا بلکہ مرزا صاحب کی پیروی کرنے اور ان کی بیعت کرنے میں شامل ہونے سے "مسلمان" ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ خدا نے انہیں یہ الہام کیا ہے کہ:

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔"

(تذکرہ طبع جدید ص ۳۳۶)

نیز مرزا قادیانی اپنا یہ الہام بھی سناتا ہے کہ:

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔"

(مرزا کا خط بنام ڈاکٹر عبدالحکیم)

مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادے مرزا محمود صاحب لکھتے ہیں:

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت ص ۳۵)

مرزا صاحب کے منجھلے لڑکے مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

قادیانیوں سے کہئے کہ ذرا اس آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ کر بات کیا کریں۔

☆☆.........☆☆

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

ہفت روزہ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۰ ۱۲ تا ۱۸ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ فروری ۲۰۱۱ء شمارہ: ۷

اس شمارے میں!

مضمون	صفحہ	مصنف
مذہبی وسیاسی جماعتوں کے قائدین کا عزم مصمم	۵	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
دلائل نبوت	۷	مولانا محمد سلمان منصور پوری
رحمت عالم ﷺ کی شان عفو وکرم	۱۳	ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفیؒ
انبیاء ورسل علیہم السلام کے چند اوصاف عالیہ	۱۶	مولانا عبدالقیوم غلام فرید
حقوق انسانی کی تشریح	۱۹	ابواللیث الحسنی گنگوہاوی
کیا ننگے سر رہنا سنت ہے؟	۲۳	ڈاکٹر ابوجابر عبداللہ دامانوی
خبروں پر ایک نظر	۲۶	ادارہ
اے رسول امیںؐ، خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم	۲۷	سید نفیس الحسینیؒ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

جنت کے مناظر

خواتینِ جنت

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہلِ جنت کی عورتوں میں سے عورت کی پنڈلی کی سفیدی ستر حلوں کے درے سے نظر آئے گی، یہاں تک کہ اس کا گودا بھی نظر آئے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: "وہ (یعنی اہلِ جنت کی عورتیں) گویا یاقوت اور مرجان ہیں" اور یاقوت کی حالت یہ ہے کہ اگر تم اس میں دھاگہ ڈالو، پھر اگر اس یاقوت کو گرد و غبار سے صاف کردو تو تم اس دھاگے کو اس کے درے سے دیکھو گے۔"

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۶)

سورۂ رحمٰن میں خواتینِ جنت کے بارے میں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

"کَاَنَّھُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ۔" (الرحمٰن:۵۸)

ترجمہ:... "گویا وہ یاقوت اور موتی ہیں۔"

مفسرین فرماتے ہیں کہ تشبیہ سے مقصود ان کی صفائی و لطافت اور سرخ و سفید رنگت کا بیان کرنا ہے، امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اس تشبیہ میں دو وجہیں ہیں، ایک یاقوت اور موتی کی صفائی کے ساتھ تشبیہ دینا، دُوسری موتی کی سفیدی اور یاقوت کی سرخی کے حسن سے تشبیہ دینا، مرجان چھوٹے موتی کو کہتے ہیں، اور چھوٹے موتی بڑوں کی بہ نسبت سفیدی اور چمک میں کئی درجے فائق ہوتے ہیں۔"

اس حدیث میں ان کی اسی لطافت و حسن کو ذکر فرمایا ہے کہ ستر حلوں کے درے سے اس کی پنڈلی اور پنڈلی کا گودا ظاہر ہوگا، جس طرح مصفا یاقوت کے درے سے دھاگہ نظر آیا کرتا ہے۔

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلی جماعت جو قیامت کے دن جنت میں داخل ہوگی وہ (اپنے چہروں کی نورانیت میں) چودھویں رات کے چاند کی روشنی کی طرح ہوگی، اور دُوسری جماعت آسمان میں چمکتے ہوئے حسین ترین ستارے کی طرح ہوگی، ان میں سے ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی، ہر بیوی پر ستر حلے ہوں گے، اس کی پنڈلی کا گودا ان کے درے سے نظر آئے گا۔"

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۶)

اس حدیث پاک میں ہر جنتی کی دو بیویوں کا ذکر آیا ہے اور ترمذی میں سترہ ابواب کے بعد صفحہ:۸۱ پر "باب ما لأدنی أھل الجنّة من الکرامة" آیا ہے، جس میں یہ حدیث ذکر کی گئی ہے کہ: "ادنیٰ جنتی کے لئے اَسّی ہزار خادم اور ۷۲ بیویاں ہوں گی۔"

حافظ رحمہ اللہ نے فتح الباری "بدء الخلق، صفة الجنّة" (ج:۶، ص:۳۲۵) میں اس مضمون کی متعدد روایتیں نقل کی ہیں، چنانچہ:

۱:... مسندِ احمد میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً وارد ہے کہ ادنیٰ مرتبے کے جنتی کے بارے میں مروی ہے کہ دُنیا کی بیویوں کے علاوہ اس کے لئے ۷۲ بیویاں حورِ عین سے ہوں گی (وفی مسنده

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شهر بن حوشب، وفيه مقال)۔

۲:... ترمذی میں مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ شہید کے لئے چھ انعام (خصال) ہیں، ان میں سے ایک یہ کہ ۷۲ حوروں سے اس کا عقد کیا جاتا ہے۔

۳:... مسند ابو یعلیٰ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث (حدیث الصدر کے نام سے مشہور ہے) میں ہے کہ: آدمی کی ۷۲ بیویاں ہوں گی، ان حوروں سے جن کو اللہ تعالیٰ جنت میں پیدا فرمائیں گے، اور دو بیویاں ہوں گی اولادِ آدم سے۔

۴:... ابن ماجہ اور دارمی میں حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: جو شخص بھی جنت میں داخل ہوگا، اللہ تعالیٰ ۷۲ حوروں سے اور ۷۲ دُنیا کی عورتوں سے اس کا عقد کریں گے (وسنده ضعيف جدًّا)۔

حافظ رحمہ اللہ کہتے ہیں: زیرِ بحث حدیث میں جن دو بیویوں کا ذکر ہے اس سے مراد دُنیا کی بیویاں ہوں گی۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اسی حدیث سے یہ استدلال کیا کہ جنت میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہوگی، واللہ اعلم!

اہلِ جنت کی اپنی بیویوں سے مقاربت

"حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: مؤمن کو جنت میں جماع کی اتنی اور اتنی قوت عطا کی جائے گی۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کیا وہ اس کی طاقت رکھتا ہوگا؟ فرمایا: اسے سو آدمیوں کی طاقت عطا کی جائے گی۔"

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۶)

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

ناموس رسالت کے لئے زندہ دل لاہور میں

مذہبی وسیاسی جماعتوں کے قائدین کا عزم مصمم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

تحریک ناموس رسالت تدریجی مراحل طے کرتے ہوئے جانب منزل رواں دواں ہے۔ ۳۰؍جنوری ۲۰۱۱ء لاہور کی ریلی اور جلسہ سے پہلے پاکستان بھر میں احتجاجی مظاہرے، ریلیاں اور پاکستان کی تاریخ میں ۳۱؍دسمبر ۲۰۱۰ء کی بے مثال، اتحادو یکجہتی کا مظہر، پُرامن تاریخی ہڑتال کے علاوہ کراچی شہر میں ۹؍جنوری ۲۰۱۱ء کا لاکھوں کی تعداد پر مشتمل تاریخی جلسہ اس تحریک ناموس رسالت کے تحت قیام پذیر ہوئے، جس سے قوم میں ایمانی بیداری اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ووابستگی کے مظاہر دنیا کے سامنے آئے۔ اب لاہور کی ریلی اور کامیاب جلسہ کی روئیداد ملاحظہ فرمائیں:

’’لاہور (این این آئی؍اے پی پی) تحریک ناموس رسالت نے ۴؍فروری سے ہر جمعہ کو یوم احتجاج منانے اور ۲۰؍فروری کو پشاور میں ناموس رسالت ریلی اور ناموس رسالت قانون میں ترمیم کی صورت میں لانگ مارچ کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ امریکی شہری سے قتل کا حساب لیا جائے۔ اگر عدالت کے فیصلے کے بعد بے گناہ پاکستانی نوجوانوں کے قاتل ریمنڈ ڈیوس کو امریکا کے حوالے کیا تو پھر آئندہ کوئی بھی پاکستانی عدالتی فیصلوں پر عمل درآمد کا پابند نہیں رہے گا۔ ہم ناموس رسالت کے معاملے پر حکومت کی یک طرفہ وضاحت کو تسلیم نہیں کریں گے۔ وہ پارلیمنٹ میں باقاعدہ اعلان کرے کہ ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم نہیں کی جائے گی۔ ناموس رسالت کے تحفظ سے بڑا کوئی قومی ایجنڈا نہیں۔ ناموس رسالت کا قانون کسی ڈکٹیٹر کا نہیں بنایا، یہ اسلام کا قانون ہے۔ ہم جانیں دے کر بھی تحفظ کریں گے، ناموس رسالت پر ہماری جان، مال اور اولاد قربان ہے۔ اس عزم کا اظہار تحریک ناموس رسالت کی ناصر باغ سے پنجاب اسمبلی تک نکالی جانے والی ریلی کے اختتام پر مختلف مذہبی وسیاسی جماعتوں کے قائدین اور راہنماؤں نے کیا۔ ریلی سے مولانا فضل الرحمن، سیّد منور حسن، حافظ محمد سعید، پروفیسر ساجد میر، صاحبزادہ ابوالخیر زبیر، قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا سمیع الحق، اعجاز الحق، حافظ حسین احمد، علامہ ساجد نقوی، حافظ عاکف سعید، عبدالغفور حیدری، خواجہ سعد رفیق، نائب صدر اعجاز احمد چوہدری سمیت دیگر مذہبی وسیاسی جماعتوں کے قائدین نے خطاب کیا۔ مولانا فضل الرحمن نے کہا کہ اہل پنجاب نے لاہور کے دل میں لاکھوں کا اجتماع کرکے پوری دنیا اور پاکستانی حکمرانوں کو یہ پیغام دے دیا ہے کہ ہم اپنے خون اور جانوں کا نذرانہ تو دے سکتے ہیں، لیکن ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم کو برداشت نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی اس پر کوئی آنچ آنے دیں گے۔ ہم امریکا اور یورپی دنیا پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان میں اس کا نہیں، بلکہ اسلام کا پرچم لہرائے گا۔ دنیا میں کہیں بھی امریکی ایجنٹ اپنا اقتدار نہیں بچاسکے اور پاکستان کے حکمران بھی اپنا اقتدار نہیں بچاسکیں گے۔ کوئی مائی کا لال ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم کی جرأت نہیں کرسکتا اور نہ ہی ہم کسی کو ایسا کرنے دیں گے۔ ہم اس تحریک کو مزید آگے بڑھائیں گے اور ۲۰؍فروری کو پشاور میں عظیم الشان

جلسہ اور ریلی نکالی جائے گی جبکہ ۲۰ رفروری تک ہر جمعہ کو احتجاجی مظاہرے ہوں گے۔ منور حسن نے کہا کہ تحریک ناموس رسالت نے دنیا بھر میں یہ پیغام پہنچا دیا ہے کہ ہم ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم کو کسی بھی صورت قبول نہیں کریں گے۔ امریکا ہمارے گھروں میں داخل ہو چکا ہے اور لاہور میں امریکی اہلکار کے ہاتھوں تین افراد کی ہلاکت اس کا ثبوت ہے، وزیر اعلیٰ پنجاب بتائیں کہ چند ماہ پہلے لاہور میں جن امریکیوں سے اسلحہ برآمد کیا گیا تھا وہ امریکی کہاں گئے؟ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے پوری قوم جانوں کے نذرانے دینے کے لئے تیار ہے لیکن کسی کو بھی اس میں ترمیم کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ جماعۃ الدعوہ کے امیر حافظ محمد سعید نے کہا کہ پارلیمنٹ میں موجود تمام سیاسی جماعتوں کو چاہئے کہ وہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ہمارے ساتھ مل کر آواز بلند کریں، ہم ناموس رسالت کے قانون کے تحفظ کے لئے سڑکوں پر آئے ہیں اور کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ ساجد میر نے کہا کہ پاکستان میں مہنگائی، بیروزگاری سمیت بہت سے مسائل ہیں لیکن قوم نے ان کے خلاف آواز بلند نہیں کی مگر ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے قوم سڑکوں پر آچکی ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ حکمرانوں کو ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم سے روکا جائے۔ صاحبزادہ ابوالخیر زبیر نے کہا کہ ہمارا مطالبہ ہے کہ حکومت فوری طور پر ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم کے حوالے سے شیری رحمٰن کا بل واپس لے اور جب تک ایسا نہیں کیا جائے گا ہم سڑکوں پر احتجاج کرتے رہیں گے۔ قاری محمد حنیف جالندھری نے کہا کہ ناموس رسالت کے قانون میں کسی کو بھی ترمیم کی اجازت نہیں دی جائے گی اور اگر حکومت امن و سکون چاہتی ہے تو فوری طور پر شیری رحمٰن کا بل واپس لے کر پارلیمنٹ میں وزیر اعظم اعلان کریں کہ حکومت ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم نہیں کرے گی۔ اعجاز الحق نے کہا کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے اگر جانوں کے نذرانے کی ضرورت ہوئی تو میں سب سے پہلے اپنے سینے پر گولی کھانے کے لئے تیار ہوں۔ حکمران باز نہ آئے تو ہم اسلام آباد کی طرف لانگ مارچ کریں گے۔ حافظ حسین احمد نے کہا کہ موجودہ حکمران ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم امریکا اور یورپ کو خوش کرنے کے لئے کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم ان کو ایسا نہیں کرنے دیں گے۔ تحریک جعفریہ کے سربراہ علامہ ساجد نقوی نے کہا کہ ناموس رسالت کا قانون ہماری جانوں سے زیادہ عزیز ہے اور ہم اس کا ہر صورت تحفظ کریں گے۔ عبدالغفور حیدری نے کہا کہ توہین رسالت کرنے والے مجرم کی سزا صرف سزائے موت ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس کو ختم نہیں کر سکتی۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ ہمیں حکمرانوں پر اعتبار نہیں اور جب تک یہ پارلیمنٹ میں اعلان نہیں کرتے کہ ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم نہیں ہوگی اس وقت تک ہم احتجاج جاری رکھیں گے۔ مسلم لیگ (ن) کے رکن قومی اسمبلی خواجہ سعد رفیق نے کہا کہ مسلم لیگ (ن) کے کارکن ناموس رسالت کے قانون کے تحفظ کے لئے تحریک ناموس رسالت کے ساتھ ہیں۔ تحریک انصاف کے مرکزی نائب صدر اعجاز احمد چوہدری نے کہا کہ ہم ناموس رسالت کے اس قانون میں ترمیم یا اس کو ختم کرنے کے سخت خلاف ہیں اور اس کے لئے ہر طرح کی قربانی دیں گے۔"

(روزنامہ جنگ کراچی، ۳۱ رجنوری ۲۰۱۱ء)

جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا کہ اس تحریک حرمتِ رسول میں پہلے سے موجود مذہبی و سیاسی جماعتوں کے علاوہ مزید سیاسی جماعتیں بھی اس تحریک کا حصہ بن کر اپنی قومی و ملی ذمہ داری کا ثبوت دے رہی ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ قوم اسی طرح متحد و متفق رہی اور اس نے تیقظ و بیداری کا ثبوت دیا تو اسلامی نظام کا نفاذ انشاء اللہ پاکستان کا ضرور مقدر ہوگا۔ وما ذلک علی اللّٰہ بعزیز وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

دلائلِ نبوت

مولانا محمد سلمان منصور پوری

قرآن مقدس، سراپا معجزہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا میں جتنے بھی انبیاء مبعوث فرمائے ان کو کچھ نہ کچھ ایسی نشانیاں عطا فرمائیں جنہیں دیکھ کر لوگوں کو ان کی سچائی اور حقانیت کا یقین آجائے۔ چنانچہ ان کے دست مبارک سے ایسے محیر العقول مناظر سامنے آئے کہ لوگ حیرت زدہ رہ گئے۔ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے آگ کا گل وگلزار ہوجانا، سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کا موم ہوجانا، سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہواؤں اور جنات وغیرہ کا مسخر ہوجانا، سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصائے مبارک کا اژدہا بن جانا، سیدنا حضرت صالح علیہ السلام کی دعا سے معجزاتی اونٹنی کا ظاہر ہونا اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ لاعلاج مریضوں کا شفایاب اور مُردوں کا زندہ ہوجانا وغیرہ ایسے معجزات ہیں جن کی مثال پیش کرنے سے دنیا عاجز ہے۔

اسی دستور کے موافق ہمارے آقا ومولا حضرت خاتم النبیین سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار معجزات عطا فرمائے، جو آپ کی رسالت کی سچائی اور حقانیت پر کھلی ہوئی دلیل ہیں۔ تاہم پچھلے انبیاء علیہم السلام کو جو بھی نشانیاں عطا فرمائی گئیں وہ صرف ان کی حیات دنیاوی تک محدود تھیں۔ جب وہ حضرات دنیا سے پردہ فرماگئے تو ان کے دست مبارک پر ظاہر ہونے والی نشانیاں بھی لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوگئیں، لیکن ہمارے آقا، سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم الانبیاء ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دونوں طرح کی نشانیاں عطا فرمائیں، بہت سی نشانیاں ایسی تھیں جن کا صرف آپ کے دور میں پائے جانے والے خوش نصیب حضرات صحابہ کرامؓ نے مشاہدہ فرمایا۔ جب کہ بعض نشانیاں ایسی ہیں جو تا قیامت اسی آب وتاب اور شان وشوکت کے ساتھ باقی اور برقرار رہیں گی اور ہر زمانے کے لوگ کھلی آنکھوں سے ان کا مشاہدہ کرتے رہیں گے، انہی نشانیوں میں سے ایک عظیم نشانی اللہ تعالیٰ کی یہ پاک کتاب ''قرآن کریم'' ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مضمون کو اس طرح بیان فرمایا:

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کو کچھ ایسی نشانیاں دی گئی ہیں، جن پر انسان ایمان لائے اور مجھے جو نشانی عطا کی گئی ہے وہ وحی ہے، جو اللہ نے مجھ پر نازل فرمائی تو مجھے اس بات کی امید ہے کہ قیامت کے دن میرے متبعین کی تعداد دیگر انبیاء کے متبعین سے زیادہ ہوگی۔'' (مسلم: ۸۶/۱)

مطلب یہ ہے کہ آپؐ پر نازل ہونے والا قرآن مقدس چونکہ اللہ کی وحی ازلی ہے جو اپنے الفاظ ومعانی کے ساتھ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے، لہٰذا آپ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی اس کی معجزنمائی برقرار رہے گی، جسے دیکھ کر آپ کی امت میں برابر اضافہ ہوتا رہے گا۔

یہ قرآن مقدس بذات خود معجزہ ہے۔ اس کی فصاحت وبلاغت، زبان وبیان، حقائق ومعارف، جامعیت اور حقانیت اظہر من الشمس ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے تمام عالم کے لئے ایسا چیلنج ہے جس کی مثال پیش کرنے سے ساری کائنات عاجز اور درماندہ ہے اور اس کی مثال نہ کوئی لاسکا ہے اور نہ لاسکتا ہے۔

چاند کا دو ٹکڑے ہوجانا

جس وقت آپؐ مکہ معظمہ میں مقیم تھے تو مشرکین مکہ نے آپ سے کوئی نشانی دکھلانے کی درخواست کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مطمئن کرنے کے لئے بحکم خداوندی چاند کے دو ٹکڑے کرنے کی نشانی دکھلائی، ایک روایت میں ہے:

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کی

یا صاحب الجمال ویا سید البشر
من وجهک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

(حافظ شیرازیؒ)

روایت ہے کہ مکہ والوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نشانی دکھلانے کی درخواست کی تو آپ نے ان کو چاند کے دو ٹکڑے کرنے کی نشانی دکھلائی۔"

(مسلم:۲/۳۷۴)

مسند احمد کی ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ اس نشانی کو دیکھ کر مشرکین بولے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر سحر کر دیا ہے، پھر خود انہی میں سے بعض نے جواب دیا کہ یہ بات صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ اگر سحر ہوتا تو کسی ایک پر ہوتا سب لوگوں پر کیسے سحر ہو سکتا ہے؟۔(تفسیر ابن کثیر مکمل/۲۹۱، شمائل الرسول/۱۴۶)

جس وقت چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا واقعہ مکہ معظمہ میں پیش آیا تو اس معجزہ کا ہندوستان میں بھی مشاہدہ کیا گیا۔ چنانچہ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ:

"تیسری صدی ہجری کے شروع میں عرب مسلمانوں کی ایک جماعت ہندوستان کے ساحلی علاقہ "مالا بار" پہنچی، وہیں قریب میں ایک شہر تھا جس کا نام "گدن کلور" تھا، جس کا حاکم "سامری" نام کا ایک راجہ تھا جو اپنی فہم و فراست اور اخلاق حسنہ میں مشہور تھا۔ جب یہ عرب لوگ اس کے دربار میں پہنچے تو اس نے ان کا استقبال کیا اور ان کے مذہب کے بارے میں تحقیق چاہی تو ان حضرات نے اسلام کا تعارف ان کے سامنے رکھا، دوران گفتگو معجزہ شق القمر کا بھی ذکر آ گیا، اس محیر العقول واقعہ کو سن کر وہ راجہ حیرت زدہ ہو گیا اور اس نے اپنے آباؤ اجداد کے زمانہ کے لکھے ہوئے روزنامچوں کو کھنگالنے کا حکم دیا، چنانچہ ایک قدیم روزنامچے میں یہ بات مل گئی کہ: "آج چاند دو ٹکڑے ہوا اور پھر اپنی ہیئت پر لوٹ آیا" بس یہ دیکھ کر راجہ فوراً مسلمان ہو گیا اور یہی وہ خوش نصیب حاکم ہے جس نے مالا بار کے علاقہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔"

(تاریخ فرشتہ اردو، ج:۲، بحوالہ تکملہ فتح الملہم ۶/۱۴۳)

علاوہ ازیں بہت سے مورخین نے ہندوستان کے بعض ایسے مندروں کا ذکر کیا ہے جن کی تاریخ تعمیر میں یہ بات لکھی ہے کہ انہیں اس رات میں بنایا گیا جس رات میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے۔

(تکملہ فتح الملہم ۶/۱۴۳)

پتھر کا آنحضرت ﷺ کو سلام کرنا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نزول کا سلسلہ شروع ہونے سے پہلے مکہ معظمہ کے بعض پتھر آپ کی خدمت اقدس میں نذرانہ سلام پیش کرتے تھے۔ چنانچہ روایت ہے:

"حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں مکہ کے اس پتھر کو جانتا ہوں جو میری بعثت سے پہلے مجھ کو سلام کیا کرتا تھا، میں آج بھی اس سے واقف ہوں۔" (مسلم:۲/۲۴۵)

بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ حجر اسود تھا اور بعض نے کہا کہ کوئی دوسرا پتھر تھا۔

(تکملہ فتح الملہم ۴/۴۸۲)

بعثت سے پہلے کی اس طرح کی نشانیوں کو اصطلاح میں "ارہاص" کہا جاتا ہے۔

کنکریوں کا تسبیح پڑھنا

کئی مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا کہ بے جان اور بے زبان کنکریوں نے آپ کے کف اقدس میں آ کر منجانب خداوندی گویائی حاصل کی اور آپ کی سچائی کی شہادت برملا پیش کی۔ ایک روایت میں ہے:

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرموت کے رؤساء پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، جن میں اشعث بن قیس بھی تھے تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم ایک بات اپنے دل میں چھپاتے ہیں، آپ اس کے بارے میں ہمیں خبر دیجئے تو آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! یہ تو کاہنوں کے ساتھ کیا جاتا ہے، اور کاہن اور کہانت کا پیشہ سب موجب جہنم ہیں، تو ان حضرات نے عرض کیا کہ ہم پھر یہ کیسے جانیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک میں کنکریاں اٹھا کر فرمایا کہ یہ کنکریاں میرے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیں گی، چنانچہ ان کنکریوں نے آپ کے دست مبارک میں تسبیح پڑھی، جسے سن کر وہ حضرات بھی کلمہ شہادت پڑھنے پر مجبور ہو گئے۔ (الخصائص الکبریٰ للسیوطی ۲/۱۲۵)

اور بعض روایات میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں میں بھی کنکریوں نے تسبیح پڑھی۔

درختوں کا پیغمبر کی صداقت کی گواہی دینا

متعدد احادیث اور روایات سیرت میں اس طرح کے واقعات ثابت ہیں کہ درختوں نے آپ کو سلام کیا اور آپ کی رسالت کی گواہی دی اور آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ اس سلسلہ کے تین واقعات ذیل میں پیش ہیں:

☆...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بنی عامر کا ایک دیہاتی شخص پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے یہ کیسے پتہ چلے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں اس درخت کی ڈالی کو اپنے پاس بلا لوں تو کیا تم میرے رسول ہونے کی گواہی دے دو گے؟ تو اس دیہاتی نے کہا کہ "ہاں" چنانچہ آپ نے سامنے کے پیڑ کی ایک ڈالی کو بلایا، پس اچانک وہ ڈالی درخت سے باقاعدہ نیچے اتری اور زمین پر آ کر

چلنے لگی تا آنکہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئی۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ جا، اپنی جگہ واپس چلی جا، چنانچہ وہ اپنی جگہ واپس لوٹ گئی، یہ دیکھ کر اس دیہاتی شخص نے کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

(الخصائص الکبری ۲/۶۰، دلائل النبوۃ ۶/۱۵)

☆...... حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں ایمان تو لے آیا ہوں، لیکن آپ کوئی ایسی نشانی دکھلا دیجئے، جس سے میرے یقین میں اور اضافہ ہوجائے، تو آپ نے فرمایا کہ: تم کیا چاہتے ہو؟ تو اس دیہاتی نے کہا کہ آپ اس (سامنے نظر آنے والے) درخت کو بلا کر دکھلائیے! تو آپ نے فرمایا کہ تم اس درخت کے پاس جاکر اسے میرے پاس بلا لاؤ'' چنانچہ وہ دیہاتی درخت کے دائیں اور بائیں جانب اتنا جھکا کہ اس کی جڑوں کے ریشے کٹ گئے اور پھر وہ اس دیہاتی کے ساتھ چل کر پیغمبر علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوگیا اور عرض کیا: السلام علیک یا رسول اللہ! یہ ماجرا دیکھ کر دیہاتی بول اٹھا حسبی، حسبی (بس کافی ہے، بس کافی ہے) اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت سے فرمایا کہ '' جا! اپنی جگہ پر واپس چلا جا'' چنانچہ وہ لوٹ گیا اور اپنی جڑوں پر قائم ہوگیا، بعد میں اس دیہاتی شخص نے عرض کیا کہ حضرت! مجھے اپنے دست و پا بوسی کی اجازت عطا فرمائیے! آپ نے اجازت دے دی، پھر عرض کیا کہ حضرت! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں، تو آپ نے فرمایا کہ کسی مخلوق کا دوسری مخلوق کے لئے سجدہ جائز نہیں ہے۔

(الخصائص الکبری ۲/۵۹)

☆...... مسلم شریف میں حضرت جابرؓ کی طویل روایت ہے جس میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد واقعات و معجزات ذکر فرمائے ہیں انہی میں سے ایک واقعہ خود انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک سفر کے دوران پیغمبر علیہ السلام قضائے حاجت کے لئے میدان میں تشریف لے گئے تو وہاں چھپنے کی کوئی مناسب جگہ نہیں تھی، البتہ میدان کے کنارے پر دو درخت تھے، پیغمبر علیہ السلام اولاً ان میں سے ایک درخت کے پاس تشریف لائے اور اس کی ایک ٹہنی پکڑ کر فرمایا کہ ''اللہ کے حکم سے میرے تابع بن جا'' چنانچہ وہ پیڑ آپ کے ساتھ اس طرح چلنے لگا جیسے لگام والی اونٹنی آدمی کے ساتھ چلتی ہے، پھر اس کو لے کر آپ دوسرے درخت کے پاس پہنچے اور اس کو بھی باذن خداوندی اپنے ساتھ لے لیا اور درمیان میدان میں لاکر دونوں درختوں کو ملنے کا حکم دیا، چنانچہ وہ دونوں مل گئے۔ (آپ نے ان کی آڑ میں ضرورت پوری فرمائی) اس کے بعد دونوں پیڑوں کو اشارے سے اپنی اپنی جگہ چلے جانے کو کہا۔ چنانچہ وہ دونوں پیڑ کھڑے ہوکر پھر اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

اللہ اکبر۔ (مسلم: ۲/۴۱۷، ۴۱۸)

غروب کے بعد سورج کا لوٹ آنا

متعدد روایات سے یہ واقعہ منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے سورج غروب ہونے کے بعد دوبارہ نکل آیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نماز عصر جو آپ کی خدمت میں مشغولی کی وجہ سے رہ گئی تھی وہ آپ نے ادا فرمائی، یہ واقعہ خیبر کے قریب پیش آیا، چنانچہ روایت میں ہے:

'' حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام پر وحی کا نزول ہو رہا تھا اور آپ کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا، جس کی وجہ سے حضرت علیؓ عصر کی نماز نہیں پڑھ سکے تا آنکہ سورج غروب ہوگیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ: ''یہ علی آپ کی اور آپ کے رسول کی اطاعت میں مشغول تھے، لہٰذا ان پر سورج لوٹا دیجئے'' حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ میں نے سورج کو غروب ہوتے ہوئے دیکھا پھر غروب کے بعد طلوع ہوتے ہوئے بھی دیکھا۔''

(الخصائص الکبری: ۲/۱۳۷)

امام طحاویؒ نے مشکل الآثار میں بھی اس واقعہ سے متعلق متعدد روایتیں نقل فرمائی ہیں، تاہم بہت سے محدثین نے اس پر نقد بھی کیا ہے۔

(تفصیل دیکھئے شمائل الرسول للحافظ ابن کثیر: ۱۵۱، ۱۶۹)

کھجور کے ستون کا آپ کی جدائی پر بلک بلک کر رونا

مسجد نبوی میں باقاعدہ منبر بنائے جانے سے پہلے آپ ایک کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے، پھر جب آپ کے لئے منبر بن گیا اور آپ نے اس تنے پر ٹیک لگانے کی ضرورت محسوس نہیں فرمائی تو اس سعادت سے محرومی پر وہ بے جان تنا

وہ زلف معنبر صل علیٰ، وہ روئے معظم کیا کہنا
وہ آنکھ کہ جس پر صدقے ہیں صد کوثر و زمزم کیا کہنا

احسان و کرم کا مجموعہ، اخلاق مجسم کیا کہنا
رحمت ہے سراپا رحمت ہے پیغمبر خاتم ﷺ کیا کہنا

(مفتی نسیم احمد فریدیؒ)

بے چین اور بے قرار ہوگیا اور اس وقت تک بلک بلک کر روتا رہا، جب تک پیغمبر علیہ السلام نے اس کے قریب تشریف لاکر خود تسلی نہ فرمادی۔ روایت میں ہے:

"پیغمبر علیہ السلام ایک کھجور کے تنے پر ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے، پھر آپ کے لئے باقاعدہ منبر بنادیا گیا، پس جب آپ کھجور کے تنے کو چھوڑ کر منبر کی طرف تشریف لے آئے تو وہ تنا بے قرار ہوگیا اور اس طرح رونے لگا جیسے اونٹنی روتی ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس تنے کے پاس تشریف لائے اور اس پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا کہ دو میں سے ایک بات پسند کرلے تو چاہے تو میں تجھے اسی جگہ زمین میں بودوں، جہاں تو پہلے تھا اور تو پھر اسی طرح سرسبز شاداب ہوجائے اور اگر تو چاہے تو تجھے جنت میں بودوں جس کی نہروں اور چشموں سے تو سیراب ہو اور تیری شادابی میں نکھا آئے اور تجھ پر پھل لگیں، جنہیں اللہ کے ولی نوش جان کریں۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد پیغمبر علیہ السلام نے اس تنے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: "ہاں مجھے بیشک بار بار منظور ہے" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس تنے نے اس بات کو پسند کرلیا کہ میں اس کی جڑیں جنت میں لگادوں۔"

(سنن دارمی الخصائص الکبریٰ ۲/۱۲۶)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے ہاتھ پھیرتے ہی اس تنے نے رونا بند کردیا، پھر آپ نے فرمایا کہ اگر میں اس پر دست شفقت نہ پھیرتا تو یہ تاقیامت روتا رہتا اور ایک روایت میں ہے کہ جب کھجور کے تنے نے رونا شروع کیا تو اس کی بے قراری کو سن کر سننے والے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی گریہ وبکا کا عالم طاری ہوگیا۔

امام شافعیؒ فرمایا کرتے تھے کہ کھجور کے تنے کا پیغمبر علیہ السلام کی جدائی پر رونا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مردوں کو زندہ کرنے سے بھی بڑا معجزہ ہے۔ (الخصائص الکبریٰ ۲/۱۲۸) جس جگہ یہ تنا تھا، اسی جگہ کو مسجد نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے حصہ ریاض الجنۃ میں اسطوانہ حنانہ کہا جاتا ہے۔

انگلیوں سے پانی نکلنا

متعدد مرتبہ آپ کی حیات طیبہ میں یہ واقعہ پیش آیا کہ پانی کی قلت ہوگئی اور وضو وغیرہ کے لئے پانی کی شدید ضرورت تھی تو آپؐ نے معمولی سے پانی میں اپنی مبارک انگلیاں رکھ دیں، جن سے پانی کا ایسا چشمہ جاری ہوا کہ سینکڑوں افراد اس سے مستفیض ہوگئے۔ بخاری شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں:

"میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھا، نماز عصر کا وقت ہوگیا اور ہمارے پاس معمولی سے بچے ہوئے پانی کے سوا کچھ پانی نہ تھا۔ چنانچہ وہ پانی ایک برتن میں کرکے پیغمبر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں لایا گیا، آپؐ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈال کر انگلیاں کھول لیں اور فرمایا آجاؤ! وضو کے پانی اور اللہ کی طرف سے نازل شدہ برکت کی طرف۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ دیکھا کہ پانی آپ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے ابل رہا ہے، چنانچہ لوگوں نے وضو کیا اور پانی پیا اور ہماری تعداد ایک ہزار چار سو تھی۔"

(بخاری شریف ۲/۸۴۲، الخصائص الکبریٰ ۲/۷۶)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ ایک دوسرے واقعہ میں معمولی سا پانی آپ کی برکت سے اسّی لوگوں کے لئے کافی ہوگیا، اور ایک دوسرے واقعہ میں تین سو لوگوں کے لئے کافی ہوگیا۔ (مسلم شریف ۲/۲۴۵،۲۴۶)

برکتیں ہی برکتیں

نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سراپا برکت تھی۔ آپ کے ذریعہ سے حسی اور معنوی ایسی برکتوں کا ظہور ہوا جسے دیکھ کر دنیا دنگ رہ گئی۔ مثلاً:

☆...... جب پیدائش کے بعد آپؐ کو دودھ پلانے کے لئے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کیا گیا تو حضرت حلیمہؓ نے کھلی آنکھوں برکتیں محسوس کیں، ان کے پستان دودھ سے بھر گئے، ان کی لاغر اور مریل اونٹنی کے تھن دودھ سے پھول گئے اور یہ اونٹنی جو آتے وقت سب سے پیچھے تھی، پیغمبرؑ کے سوار ہونے کی برکت سے سب سے آگے دوڑنے لگی اور حلیمہ کا قبیلہ بنو سعد جو اس وقت قحط زدہ تھا، حضرت پیغمبر علیہ السلام کی برکت سے حلیمہ کا گھرانہ اور اس گھر کی بکریاں حیرت انگیز طور پر قحط سے محفوظ ہوگئیں۔

(سیرت ابن ہشام مع الروض الانف ۱/۱۰۸)

☆......غزوۂ خندق کے موقع پر جب پیغمبر علیہ السلام نے بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے تھے، تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر جاکر صورت حال بیان کی تو گھر میں کچھ روٹی کے ٹکڑے اور چند کھجوریں تھیں جو صرف پیغمبر علیہ السلام کے لئے کافی ہوسکتی تھیں، لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی برکت سے اس تھوڑے سے کھانے میں اتنی وسعت ہوئی کہ کم وبیش اسی حضرات نے پیٹ بھر کر کھالیا۔

(الخصائص الکبریٰ ۲/۶۷)

☆......ایک صحابیہ ام اوس بہزیہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے پیغمبر علیہ السلام کے لئے گھی تیار کیا اور اسے ایک مشکیزہ میں کرکے آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا۔ آپ نے اس کو قبول فرمالیا اور اس میں کچھ باقی چھوڑ کر اس پر دم کیا اور برکت کی دعا کی، پھر

فرمایا کہ یہ مشکیزہ انہیں کو لوٹا دو، چنانچہ جب لوگوں نے وہ مشکیزہ لوٹایا تو وہ گھی سے پوری طرح بھرا ہوا تھا، وہ صحابیہ سمجھیں کہ غالباً آپؐ نے قبول نہیں فرمایا ہے اور پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت! میں نے تو آپؐ کے نوش فرمانے کے لئے خود یہ گھی نکالا تھا، آپؐ اس گھی کو دیکھ کر یہ سمجھ گئے کہ آپ کی دعائے برکت قبول ہوگئی ہے اور فرمایا کہ اس مشکیزہ کو واپس لے جاؤ اور اس گھی کو برابر استعمال کرتی رہو، چنانچہ وہ صحابیہ مسلسل دور نبوت، دور صدیقی، دور فاروقی اور دور عثمانی میں اسی مشکیزہ سے گھی لے کر استعمال کرتی رہیں، اس میں گھی ختم نہیں ہوا۔ (الخصائص الکبریٰ ۲/۸۹،۹۰)

☆...... ایک مرتبہ حضرت ابو طلحہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی، کھانا تھوڑا سا تھا، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ دسیوں صحابہ کو لے کر تشریف لائے اور برکت کی دعا دے کر فرمایا کہ دس دس آدمیوں کو حلقہ بنا کر کھلاؤ، چنانچہ سب نے پیٹ بھر کر کھالیا اور کھانا اتنا بچ بھی گیا کہ قریب کے پڑوسی بھی اس برکت سے فیضیاب ہوئے۔ (بخاری شریف ۱/۵۰۵، دلائل النبوۃ)

عصا اور کوڑے کا رات میں روشن ہونا

ایسے واقعات بھی پیش آئے کہ بعض صحابہ دیر رات تک آپؐ کے خدمت میں حاضر رہے، ان کا گھر دور تھا اور رات اندھیری تھی تو واپسی کے وقت پیغمبر علیہ السلام کی برکت سے ان کے ہاتھ میں جو عصا تھا وہ ٹارچ کی طرح روشن ہوگیا، تا آنکہ وہ اپنے گھر پہنچ گئے، ایک روایت میں ہے:

”حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عباد بن بشر اور اسید بن حضیر اپنی کسی ضرورت سے پیغمبر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھے، یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا اور وہ نہایت اندھیری رات تھی، پھر وہ دونوں باہر نکلے اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی، پس ان میں سے ایک کی چھڑی روشن ہوگئی، جس کی روشنی میں وہ دونوں چلنے لگے، یہاں تک کہ جب ان دونوں کے راستے الگ الگ ہوئے تو دوسرے کی بھی چھڑی روشن ہوگئی اور وہ دونوں اپنی اپنی چھڑی کی روشنی میں چل کر اپنے گھر پہنچ گئے۔“ (الخصائص الکبریٰ ۲/۱۳۵)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات بارش ہو رہی تھی جب پیغمبر علیہ السلام نماز عشا کے لئے باہر تشریف لائے تو ایک بجلی چمکی جس کی روشنی میں آپ نے حضرت قتادہ بن نعمان کو دیکھا تو آپ نے فرمایا: قتادہ جب نماز پڑھ چکو تو رکے رہنا یہاں تک کہ میں تمہیں اجازت دوں، چنانچہ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے انہیں ایک ٹہنی دے کر فرمایا کہ لو یہ ٹہنی تمہارے آگے اور پیچھے دس دس گز روشنی دے گی۔“ (الخصائص الکبریٰ ۲/۱۳۵)

تو اختصار کے ساتھ چند نشانیاں اشارۃً ذکر کی گئی ہیں ورنہ ان کے علاوہ بھی دلائل النبوۃ بے شمار ہیں: مثال کے طور پر فرشتے کے ذریعہ آپ کا سینہ اقدس چاک کر کے قلب اطہر کو دھونا اور پھر بدن جوں کا توں صحیح ہو جانا، قبل نبوت سفر شام کے دوران بادل کا سایہ کرنا، حضرت جبرئیل علیہ السلام کا اپنی اصلی شکل وصورت میں دیکھنا کہ ان کے چھ سو بازو ہیں جن سے پورا افق بھرا ہوا ہے، واقعہ معراج بذات خود آپؐ پر اللہ تعالیٰ کا عظیم الشان انعام اور عنداللہ آپؐ کے کمال تقرب کی زبردست دلیل ہے، اونٹ کا آپؐ کے سامنے سجدہ کرنا، ایک لال پرندہ کا آپؐ سے اپنے بچوں کے پکڑ لئے جانے کی شکایت کرنا، ایک ہرنی کا اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے لئے آپؐ سے اجازت لینا اور آپ کا اجازت دے دینا اور اس کا کلمہ پڑھنا، ایک دیہاتی کی ”گوہ“ کا آپ کی رسالت کی شہادت دینا، پکے ہوئے کھانے کا آپ کی رسالت کی گواہی دینا، آپ کی خوشبو کا راستہ میں پھیل جانا، آپ کی دعاؤں کا مستجاب ہونا، آپ کی پیشینگوئیوں کا سو فیصد برحق ہونا، آپ کا پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھ سکنا جیسے عام لوگ آگے سے دیکھتے ہیں، آپ کی برکت سے مریضوں کا شفایاب ہو جانا وغیرہ ایسے دلائل ہیں جن کو جمع کرنے کے لئے حضرات علماء کرام نے بڑی بڑی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، جن میں امام بیہقیؒ کی دلائل النبوۃ (۷ جلد) اور علامہ سیوطیؒ کی الخصائص الکبریٰ (۲ جلد) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ مختصر مضمون ان سب کا احاطہ نہیں کرسکتا۔

یا رب صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

جب زباں پر محمد ﷺ کا نام آگیا
دوستو! زندگی کا پیام آگیا
آگیا انبیا علیہم السلام کا امام آگیا
لے کے فیضانِ دارالسلام آگیا
(مولانا شاہ محمد احمدؒ)

محمد ﷺ پرچم ختم نبوت لے کے آئے ہیں

حضور ﷺ آئے تو کیا کیا ساتھ نعمت لے کے آئے ہیں
اخوت، علم و حکمت، آدمیت لے کے آئے ہیں

کوئی صدیقؓ سے پوچھے صداقت کن سے حاصل کی
عمرؓ ہیں اس کے شاہد وہ عدالت لے کے آئے ہیں

کہا عثمانؓ نے میری سخاوت ان کا صدقہ ہے
علیؓ دیں گے شہادت وہ شجاعت لے کے آئے ہیں

رہے گا یہ قیامت تک سلامت معجزہ ان کا
وہ قرآن مبیں نورِ ہدایت لے کے آئے ہیں

خدا نے رحمۃ للعالمین ﷺ خود ان کو فرمایا
قسم اللہ کی رحمت ہی رحمت لے کے آئے ہیں

امیں بن کر امانت اہلِ دنیا تک وہ پہنچا دی
جو جبریلؑ امیں ان تک امانت لے کے آئے ہیں

قناعت، حریت، فکر و عمل، مہر و وفا، تقویٰ
وہ انساں کے لئے عظمت ہی عظمت لے کے آئے ہیں

خدا نے دین کامل کردیا ہے اے امینؔ ان پر
محمد ﷺ پرچم ختم نبوت لے کے آئے ہیں

سیدامین گیلانیؒ

اہل جہاں کے دیکھئے غم خوار آگئے

ہر سمت شور اٹھا کہ سرکار آگئے
دونوں جہاں کے سرور و سردار آگئے

تاریکیوں میں نور کے چشمے ابل پڑے
دنیا میں جب وہ صاحبِ انوار آگئے

دست رسول پاکؐ پہ بیعت کے واسطے
کتنے گناہ گار و سیاہ کار آگئے

شرما گئے ہیں سنبل و پیچاں بھی جب حضورؐ
شانوں پہ لیکے گیسوئے خم دار آگئے

وہ سرفراز ہوگئے دونوں جہان میں
اعظم جنہیں بھی آپؐ کے اطوار آگئے

قاری محمد اعظم جہانگیرآبادی

رحمتوں کی جان

آپؐ کو بخشا گیا فردوس کا اعلیٰ مقام
عرشِ اعظم پر خدا کے آپؐ ہی مہمان ہیں

آپؐ کی منت، شفاعت، آپؐ کی نگہِ کرم
بخششِ امت کی خاطر، یہ بڑے سامان ہیں

آپؐ کی چوکھٹ سے شاہانِ زمانہ بھیک لیں
آپؐ کی دہلیز کے روح الامیں دربان ہیں

ایم اے ساغر

رحمتِ عالم ﷺ کی شانِ عفو وکرم

ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ علیہ

مرسلہ: حافظ سعید احمد لدھیانوی

کفارِ مکہ اکیس سال تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے نام لیواؤں کو ستاتے رہے، ظلم و ستم کا کوئی حربہ ایسا نہ تھا جو انہوں نے خدائے واحد کے پرستاروں پر نہ آزمایا ہو حتیٰ کہ وہ گھر اور وطن تک چھوڑنے پر مجبور ہوگئے، لیکن جب مکہ فتح ہوا تو اسلام کے یہ بدترین دشمن مکمل طور پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم وکرم پر تھے، اور آپ کا ایک اشارہ ان سب کو خاک وخون میں ملا سکتا تھا، لیکن ہوا کیا؟

ان تمام جبارانِ قریش سے جو خوف اور ندامت سے سر نیچے ڈالے آپؐ کے سامنے کھڑے تھے، آپؐ نے پوچھا: ''تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟''

انہوں نے دبی زبان سے جواب دیا: ''اے صادق! اے امین! تم ہمارے شریف بھائی اور شریف برادرزادے ہو، ہم نے تمہیں ہمیشہ رحم دل پایا ہے۔''

آپؐ نے فرمایا: آج میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم پر کچھ الزام نہیں، جاؤ آج تم سب آزاد ہو۔''

فطرتِ سلیمہ:

آپؐ تمام احوال، اقوال وافعال میں کبائر سے اور محققین کے نزدیک صغائر سے بھی معصوم تھے اور آپؐ سے کسی قسم کی وعدہ خلافی یا حق سے اعراض کا صدور ممکن ہی نہ تھا، نہ قصداً نہ سہواً، نہ صحت میں، نہ مرض میں، نہ واقعی مراد لینے میں، نہ خوش طبعی میں، نہ خوشی میں نہ غضب میں۔ (نشر الطیب)

ایفائے عہد:

جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اور مسلمانوں کو ایک ایک آدمی کی اشد ضرورت تھی، حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور ابو سہیلؓ دو صحابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ! ہم مکہ سے آرہے تھے، راستے میں کفار نے ہم کو گرفتار کرلیا تھا اور اس شرط پر رہا کیا ہے کہ ہم لڑائی میں آپ کا ساتھ نہ دیں گے، لیکن یہ مجبوری کا عہد تھا، ہم ضرور کافروں کے خلاف لڑیں گے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہرگز نہیں تم اپنا وعدہ پورا کرو اور لڑائی کے میدان سے واپس چلے جاؤ، ہم (مسلمان) ہر حال میں وعدہ پورا کریں گے، ہم کو صرف خدا کی مدد درکار ہے۔''

(صحیح مسلم باب الوفاء بالعہد ۲/۸۹/۲،۱۰۶)

حضرت عبداللہ بن ابی الحماد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بعثت سے پہلے میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز خریدی کچھ رقم باقی رہ گئی، میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا کہ اسی جگہ لے کر حاضر ہوتا ہوں، پھر میں بھول گیا، تین دن کے بعد مجھے یاد آیا، میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ تشریف فرما ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ''تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا، میں تین دن سے اسی جگہ تمہارا انتظار کررہا ہوں۔'' (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا) اس واقعہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تواضع اور ایفائے عہد کی انتہا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

شجاعت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اور لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ سخاوت، شجاعت، قوت مردی اور مقاتل پر غلبہ اور آپؐ نبوت کے قبل بھی اور بعد یعنی زمانہ نبوت میں بھی صاحب

محسنِ بزمِ کل، نازشِ دوجہاں، آپ کی رحمتیں برکتیں بے کراں
آپ کی شان پر ہے فدا ہر بشر، ہوں کروڑوں درود وسلام آپؐ پر

آپؐ کا جو نہیں وہ خدا کا نہیں، آپؐ سرکار ہیں رحمتِ عالمیں
آپؐ نے دشمنوں کی بھی رکھی خبر، ہوں کروڑوں درود وسلام آپؐ پر
(علامہ منصور بجنوری)

وجاہت تھے۔ (نشر الطیب)

غزوۂ حنین کے موقع پر کفار کے تیروں کی بوچھاڑ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک قسم کا ہیجان، پریشانی، تزلزل اور ڈگمگاہٹ پیدا ہوگئی تھی مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہ فرمائی حالانکہ گھوڑے پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارث آپؐ کے گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑے تھے، کفار چاہتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کردیں، چنانچہ آپ گھوڑے سے اترے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی اور زمین سے ایک مشت خاک لے کر دشمنوں کی طرف پھینکی تو کوئی کافر ایسا نہ تھا جس کی آنکھ اس خاک سے نہ بھرگئی ہو، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یہ شعر پڑھے:

انا النبی لا کذب

انا ابن عبدالمطلب

میں نبی ہوں اس میں کذب نہیں

میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں

اس روز آپؐ سے زیادہ بہادر، شجاع اور دلیر کوئی نہ دیکھا گیا۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ مضبوط دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ دوسرے اخلاق کے اعتبار سے پسندیدہ دیکھا اور ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں پناہ لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو میدان جنگ میں آپؐ کے نزدیک رہتا جب کہ آپ دشمن کے قریب ہوتے تھے، کیونکہ اس صورت میں اس شخص کو بھی دشمن کے قریب رہنا پڑتا تھا۔" (نشر الطیب)

سخاوت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اول تو تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے (کوئی بھی آپ کی سخاوت کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا) کہ خود فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے اور عطاؤں میں بادشاہوں کو شرمندہ کرتے تھے، ایک دفعہ نہایت سخت احتیاج کی حالت میں ایک عورت نے چادر پیش کی اور سخت ضرورت کی حالت میں آپؐ نے پہنی، اسی وقت ایک شخص نے مانگ لی، آپؐ نے مرحمت فرمادی، آپ قرض لے کر ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا فرماتے تھے اور قرض خواہ کے سخت تقاضے کے وقت کہیں سے اگر کچھ آگیا اور ادائے قرض کے بعد بچ گیا تو جب تک وہ تقسیم نہ ہوجائے، گھر میں تشریف نہ لاتے تھے، بالخصوص رمضان المبارک کے مہینہ میں اخیر تک بہت ہی فیاض رہتے (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ ماہ کی فیاضی بھی اس مہینہ کی فیاضی کے برابر نہ ہوتی تھی) اور اس مہینہ میں جب بھی جبرائیل علیہ السلام تشریف لاتے اور آپ کو کلام اللہ سناتے، اس وقت آپؐ بھلائی اور نفع رسانی میں تیز بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے۔" (خصائل نبوی)

ترمذی کی حدیث سے نقل کیا گیا ہے کہ "حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ نوے ہزار درہم جس کے تقریباً بیس ہزار روپے سے زیادہ ہوتے ہیں کہیں سے آئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوریے پر ڈلوادیے اور وہیں پڑے پڑے سب تقسیم کرادیے، ختم ہوجانے کے بعد ایک سائل آیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں رہا، تو کسی سے میرے نام سے قرض لے لے، جب میرے پاس ہوگا ادا کردوں گا۔" (خصائل نبوی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا گیا ہو اور آپؐ نے فرمایا ہو میں نہیں دیتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لئے کوئی چیز نہ اٹھا رکھتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے خاص کر ماہ رمضان میں تو بہت ہی سخی ہوجاتے تھے۔

(صحیح بخاری باب بدء الوحی)

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"اے ابوذر! مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس کوہ احد کے برابر سونا ہو اور تیسرے دن تک اس میں سے میرے پاس ایک اشرفی بھی بچ رہے، سوائے اس کے جو ادائے قرض کے لئے ہو، تو اے ابوذر! میں اس مال کو دونوں ہاتھوں سے خدا تعالیٰ کی مخلوق میں تقسیم کرکے اٹھوں گا۔"

(صحیح بخاری کتاب الاستقراض ۳۲۱)

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھ اشرفیاں تھیں، چار تو آپؐ نے خرچ کردیں اور دو آپؐ کے پاس بچ رہیں، ان کی وجہ سے آپ کو تمام رات نیند نہ آئی۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: معمولی بات ہے، صبح ان کو خیرات کردیجئے گا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے حمیرا! (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے) کیا خبر ہے کہ میں صبح زندہ رہوں یا نہیں؟" (مشکوٰۃ)

قناعت وتوکل:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے دن کے واسطے کسی چیز کا ذخیرہ بنا کر نہیں رکھتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

فائدہ:

یعنی جو چیز ہوتی کھلا پلا کر ختم فرمادیتے اس

خیال سے کہ کل پھر ضرورت ہوگی، اس کو محفوظ نہ رکھتے تھے، یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غایت درجہ توکل تھا کہ جس مالک نے آج دیا ہے، وہ کل بھی عطا فرمائے گا، یہ صرف اپنی ذات کے لئے تھا، ورنہ ازواج کا نفقہ ان کے حوالہ کردیا جاتا تھا، کہ وہ جس طرح چاہیں تصرف میں لائیں، چاہیں رکھیں یا تقسیم کریں، مگر وہ بھی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک بار دو گونیں درہموں کی نذرانہ کے طور پر پیش کی گئیں، جن میں ایک لاکھ درہم سے زیادہ تھے۔ انہوں نے طباق منگوایا اور بھر بھر کر تقسیم کردیے، خود روزہ دار تھیں افطار کے وقت ایک روٹی اور زیتون کا تیل تھا، جس سے افطار فرمایا۔ باندی نے عرض کیا کہ ایک درہم کا اگر گوشت منگالیتیں تو آج ہم اسی سے افطار کرلیتے۔ ارشاد فرمایا کہ اب طعن دینے سے کیا ہوسکتا ہے؟ اسی وقت یاد دلادیتی تو میں منگا دیتی۔ (خصائل نبوی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو یہ بات خوش نہیں کرتی کہ میرے لئے کوہ احد سونا بن جائے اور پھر رات کو اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس رہے، بجز ایسے دینار کے جس کو کسی واجب مطالبہ کے لئے تھام لوں اور یہ بات آپ کے کمال سخاوت وجود وعطا کی دلیل ہے، چنانچہ اسی کمال سخاوت کے سبب آپ مقروض رہتے تھے۔ حتی کہ آپ نے جس وقت وفات پائی تو آپ کی زرہ اہل وعیال کے اخراجات میں رہن رکھی ہوئی تھی۔ (نشر الطیب)

انکسار طبعی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ بروئے عادت سخت گو نہ تھے اور نہ بہ تکلف سخت گو بنتے تھے اور نہ بازاروں میں خلاف وقار باتیں کرنے والے تھے اور برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے تھے بلکہ معاف فرمادیتے تھے۔ غایت حیاء سے آپ کی نگاہ کسی شخص کے چہرے پر نہ ٹھہرتی تھی اور کسی نامناسب بات کا اگر کسی ضرورت سے ذکر کرنا ہی پڑتا تو کنایہ میں فرماتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ سب سے بڑھ کر دل کے کشادہ تھے، بات کے سچے تھے، طبیعت کے نرم تھے، معاشرت میں نہایت کریم تھے اور جو شخص آپ کی دعوت کرتا اس کی دعوت منظور فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے، اگرچہ (وہ ہدیہ یا طعام دعوت) گائے یا بکری کا پایہ ہی ہوتا۔

اور ہدیہ کا بدل بھی دیتے تھے اور دعوت غلام کی اور آزاد کی اور لونڈی کی اور غریب کی سب کی قبول فرمالیتے اور مدینہ کی انتہائے آبادی پر بھی اگر مریض ہوتا اس کی عیادت فرماتے اور معذرت کرنے والے کا عذر قبول فرماتے اور اپنے اصحاب سے ابتداً مصافحہ فرماتے اور کبھی اپنے اصحاب میں پاؤں پھیلاتے ہوئے نہیں دیکھے گئے، جس سے اوروں پر جگہ تنگ ہوجائے اور جو آپ کے پاس آتا اس کی خاطر کرتے اور بعض اوقات اپنا کپڑا اس کے بیٹھنے کے لئے بچھادیتے اور گدا، تکیہ خود چھوڑ کر اس کو دے دیتے اور کسی شخص کی بات بیچ میں نہ کاٹتے اور تبسم فرمانے میں اور خوش مزاجی میں سب سے بڑھ کر تھے، جب تک کہ حالت نزول وحی یا وعظ یا خطبہ کی نہ ہوتی (کیونکہ ان حالتوں میں آپ کو ایک جوش ہوتا تھا) جس میں تبسم اور خوش مزاجی ظاہر نہ ہوتی تھی۔ (نشر الطیب)

دیانت وامانت:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت حق کا آغاز فرمایا تو ساری قوم آپ کی دشمن بن گئی اور آپ کو ستانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، لیکن اس حالت میں بھی کوئی مشرک ایسا نہ تھا جو آپ کی دیانت وامانت پر شک کرتا ہو، بلکہ یہ لوگ اپنا روپیہ پیسہ وغیرہ لاکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس امانت رکھواتے تھے اور مکہ میں کسی دوسرے کو آپ سے بڑھ کر امین نہیں سمجھتے تھے، ہجرت کے موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پیچھے چھوڑنے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ تمام لوگوں کی امانتیں واپس کرکے مدینہ آئیں۔ (مدارج النبوۃ)

تواضع:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمانو! میری تعریف حد سے زیادہ نہ کرو، جس طرح عیسائیوں نے ابن مریم کی تعریف کی ہے، کیونکہ میں خدا کا بندہ ہوں، بس تم میری نسبت اتنا ہی کہہ سکتے ہو کہ محمد خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔" (مدارج النبوۃ، زاد المعاد، شمائل ترمذی)

(جاری ہے)

نفس نفس پہ برکتیں قدم قدم پہ رحمتیں
جہاں جہاں سے وہ ﷺ شفیع عاصیاں گزر گیا

جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک
وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گیا

(احسان دانش)

انبیاء و رسل علیہم السلام کے چند اوصافِ عالیہ

مولانا عبدالقیوم غلام فرید

پروردگار عالم نے انسانوں کو دنیا میں آباد کرنے کے بعد جہاں ان کی بود وباش، خورد ونوش اور دیگر ضروریاتِ زندگی کا انتظام فرمایا، وہیں ان کی صلاح وفلاح، ہدایت اور آخرت کی حقیقی کامیابی کی راہ بتلانے کے لئے اپنے منتخب ومقرب بندوں کو انبیاء ورسل بنا کر بھیجنے کا سلسلہ بھی جاری فرمایا، تا کہ یہ عالم فساد سے پاک اور امن سے معمور ہوجائے، کیونکہ کائنات ارضی کا حسن انتظام امن وامان اور نوع انسانی کی ترقی وتمدن کے جملہ ذرائع تعلیمات نبوت کے چشمۂ صافی ہی سے ماخوذ ہیں۔

سلاطین دنیا کے ہاں معروف ہے کہ وہ اپنی نیابت کے لئے ایسے شخص کا انتخاب کرتے ہیں جو ان کی نظر میں سب سے زیادہ عقلمند، ذکی وفہیم، ذہین وفطین اور ملک وقوم کا وفادار ودیانت دار ہو، بلکہ ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا نائب وخلیفہ سب سے منفرد اور ممتاز ہو، آپ کو ہر شعبۂ زندگی میں یہ اصول کارفرما نظر آئے گا، کسی کمپنی کا منیجر ہو یا ہسپتال کا سرجن، فوج کا جرنیل ہو یا پھر کلاس کا مانیٹر، وہ سب سے ممتاز ہوگا، عقل وفہم اور تعلیم کے اعتبار سے فائق ہوگا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جب انسانیت کی راہنمائی کے لئے اپنے نائبین کے بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو پوری مخلوق میں سے ایسی ہستیوں کا انتخاب کیا جو اپنے زمانے میں سب سے زیادہ کمال عقل، کمال حفظ، کمال دیانت وصداقت کا مجسمہ تھیں، وہ حق جل مجدہ کے حقیقی بندے تھے، کیونکہ رسالت ونبوت کے منصب پر ہر کس وناکس کو فائز نہیں کیا جاسکتا تھا، نبی یا رسول تو اپنے زمانے کا مقتدا وپیشوا ہوتا ہے، اگر اس سے بھی کامل شخص موجود ہو تو رسول ناقص ٹھہرے گا اور کامل کو ناقص کی اتباع سے نجات کیسے حاصل ہو پائے گی؟ جبکہ اللہ تعالیٰ نے نجات کا مدار نبی کی اتباع پر ہی موقوف رکھا ہے، انہی کی اتباع کو اپنی محبوبیت کا معیار قرار دیا ہے:

”قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ“ (آل عمران:۳۱)

ترجمہ: ”آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو، خدا تعالیٰ تم سے محبت کریں گے۔“

زیر نظر مضمون میں انبیاء ورسل کے چند اوصاف عالیہ کا بیان کر کے جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کو اس کسوٹی میں پرکھا گیا ہے، تا کہ کھرے اور کھوٹے میں امتیاز ہوجائے۔

عقل کامل:

نبوت کا پہلا امتیازی وصف عقل کا کمال ہوا کرتا ہے، یعنی نبی اپنے زمانے کا سب سے بڑا عاقل ہوتا ہے، کسی مجنون، پاگل یا بیوقوف بلکہ کم عقل کا بھی نبی ہونا ناممکن اور محال ہے، یہی وجہ ہے کہ کوئی عورت یا بچہ نبی نہیں ہوتا، اس لئے کہ بچہ کی عقل کا ناقص ہونا تو ظاہر ہی ہے، عورت کو بھی زبان نبوت نے ناقص العقل کہا ہے۔ (مشکوٰۃ ص:۱۲ القدیمی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم اور فیصلے سے حکمت ودانائی کی خوشبو مہکتی ہوئی محسوس ہوتی ہے، یہ آپ کی عقل وفراست کا دشمن بھی اقرار کرتے تھے۔ وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر سے زیادہ کتابوں کا مطالعہ کیا، سب میں یہ بات ملی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عقل کے اعتبار سے تمام لوگوں پر بھاری اور رائے کے اعتبار سے سب سے افضل تھے، ایک اور روایت میں ہے کہ ابتدا سے آج تک کے انسانوں کو دی گئی عقل کی مثال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے ساری دنیا کی ریت کے مقابلے میں ایک ذرہ۔ (کتاب الشفا)

وہ آئے ہیں جہاں میں رحمۃ للعالمین ﷺ ہوکر
پناہ بیکساں بن کر، شفیع المذنبین ﷺ ہوکر

خرد کیا کرسکے گی رفعتوں کا ان کی اندازہ
فلک بھی رہ گیا جن کے لئے فرشِ زمیں ہوکر

(محمد زکی کیفی)

آپ کی فراست و دانائی کا ایک واقعہ بطور مثال ملاحظہ فرمائیں:

"آپ کی عمر مبارک ۳۵ برس تھی کہ قریش نے ازسرِنو بیت اللہ کی تعمیر کی، تعمیر میں تو تمام قبائل شریک تھے، لیکن جب حجرِ اسود کو اس کے مقام پر رکھنے کا موقع آیا تو ہر قبیلہ کی خواہش تھی کہ یہ سعادت اسے نصیب ہو، اس لئے اختلاف شدید ہوگیا اور چار روز تک کوئی حل سامنے نہیں آیا، آخر قریش کے سب سے زیادہ معمر شخص ابوامیہ بن مغیرہ نے رائے دی کہ کسی کو حکم بنا کر اس کی رائے پر عمل کیا جائے، چنانچہ یہ طے ہوا کہ کل جو شخص سب سے پہلے بیت اللہ میں آئے گا، وہ حکم ہوگا، اتفاق دیکھئے کہ اگلے دن سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں تشریف لائے آپ کو دیکھ کر "ھذا الامین رضیناہ" (امین آ گیا، ہم اس کے فیصلے پر راضی ہیں) کے نعرے لگنے لگے، آپ نے اپنی زیرکی اور معاملہ فہمی سے ایسی تدبیر کی کہ سب خوش ہوگئے، آپ نے ایک چادر بچھائی، دستِ مبارک سے پتھر اس پر رکھا اور پھر ہر قبیلے کے سردار سے کہا کہ وہ اس چادر کو کنارے سے پکڑ لے اور سب مل کر اٹھائیں، اس طرح پتھر کو اس مقام پر لایا گیا اور پھر آپ نے خود دستِ مبارک سے پتھر کو اس کے مقام پر رکھ دیا۔"

(سیرت ابن ہشام، ج:۱، ص:۲۱۸)

عرب جنگجو قوم تھے، ان میں ذرا ذرا سی بات پر لڑائی کا سلسلہ چل پڑتا اور بیسیوں برس تک جاری رہتا تھا، اس واقعے میں آپ نے اپنی فہم و فراست سے مختصر تدبیر کے ذریعے ایک خونخوار جنگ کا راستہ بند کردیا۔

نبوت کے اس امتیازی وصف کو سامنے رکھ کر اب رئیس قادیان، جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کی "عقلمندی" کے چند واقعات ملاحظہ کیجئے۔

مرزا کے بیٹے مرزا بشیر احمد کا بیان ہے کہ:

"بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ، میں گھر آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی، بس پھر کیا تھا میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی، کیونکہ معلوم ہوا جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرلیا تھا وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔" (سیرت المہدی، روایت:۲۴۴، ناشر محمد فخر الدین احمد ملتانی، مہتمم احمدیہ کتاب گھر قادیان ۱۹۳۵ء)

جو شخص چینی اور نمک میں امتیاز نہ کرسکتا ہو وہ وحیِ خداوندی اور تلبیسات ابلیس میں کیا فرق کرسکے گا؟ ایسا شخص تو شیطان کی القا کردہ باتوں کو وحی کا نام دے کر خلقِ خدا کی گمراہی کا فریضہ ہی انجام دے سکتا ہے۔

مرزا بشیر احمد ایک اور جگہ لکھتا ہے:

"بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے۔"

(سیرۃ المہدی:۱۲۶)

حفظِ کامل:

نبی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا حافظہ قوی ہو، کیونکہ حافظہ کی کمزوری احکام شرعیہ کی تبلیغ میں خلل انداز ہوسکتی ہے، نیز اس میں دین کا نقصان بھی ہوسکتا ہے، لہٰذا کسی ناقص الضبط اور کمزور حافظہ والے شخص کا نبی ہونا محال ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حافظہ بھی بے مثال تھا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے حافظے کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

"جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس وحی لے کر آتے تو آپ خاموشی سے سنتے رہتے تھے اور جب جبرئیل علیہ السلام (ایک بار حکم وحی) سنا کر تشریف لے جاتے تو آپ علیہ السلام اسی طرح پڑھتے جیسے جبرئیل سے سنا تھا۔" (بخاری شریف)

بلکہ آپ علیہ السلام کے حافظ کی گواہی تو خود قرآن کریم نے دی ہے:

"سنقرئک فلا تنسیٰ" (الاعلیٰ:۶)

ترجمہ: "اے نبی! ہم آپ کو بہت جلد پڑھائیں گے پھر آپ (اسے) نہ بھولیں گے۔"

اور جس ذات کے حافظ کی شہادت خود اللہ رب العزت نے دی ہو اس کے حافظہ کی کیا شان ہوگی۔

دوسری جانب مرزا قادیانی نے خود کئی بار اپنے حافظہ کی کمزوری کا اقرار کیا ہے، چنانچہ ایک خط کے جواب میں رقم طراز ہیں:

"مکرمی اخویم مسلم!

میرا حافظہ بہت خراب ہے، اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں، حافظہ کی یہ بدترین حالت ہے کہ بیان نہیں کرسکتا۔" (مکتوبات مرزا:۵/۲۱)

علم کامل:

• نبوت کے منصب پر فائز ہستی کا کامل العلم ہونا بھی ضروری ہے، کیونکہ ایک جاہل و ناواقف اور کم علم شخص دوسروں کی اصلاح و راہنمائی کا فریضہ انجام نہیں دے سکتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معلم خود عالم الغیب والشہادۃ حق جل مجدہ ہیں قرآن کریم میں ہے:

"علمک مالم تکن تعلم" (النساء:۱۱۳)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے آپ کو (نبی) وہ

باتیں بتائیں جن کو آپ نہیں جانتے تھے۔"

ایسے کامل معلم کے کامل متعلم کی بیان کردہ تعلیمات آج چودہ صدی بعد بھی صادق ثابت ہورہی ہیں:

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت سے کچھ پہلے یہ علامتیں ظاہر ہوں گی، خاص خاص لوگوں کو سلام کہنا، تجارت کا اتنا پھیل جانا کہ عورتیں بھی مردوں کے ساتھ شریک تجارت اور مددگار ہوں گی، رشتہ داروں سے قطع تعلق، قلم کا طوفان برپا ہونا، جھوٹی گواہی کا عام ہونا اور سچی گواہی کا چھپانا۔" (للامام البخاری:۳۰۸)

قاضی سلیمان سلمان منصور پوری رحمہ اللہ نے آپ کے علم کامل ہونے کی تصویر کس قدر خوبصورت الفاظ میں کھینچی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

"غور کرو کہ جو شخص دنیا میں کسی کا شاگرد نہیں بنا، وہ تمام دنیا کا استاذ بنا ہوا ہے، محاسن اخلاق، محامدِ اعمال، تدبیرِ منزل، سیاستِ مدن، اقتصادیات، سیاسیات، عمرانیات کے درس اور دماغ کو روشن، قلب کو مجلّی، روح کو منور بنانے والی تعلیم دے رہا ہے، اس کی درس گاہِ اقدس کے دروازے کبھی بند نہیں ہوئے، وہاں داخلہ کی کوئی فیس نہیں، وہاں ایک صحرا نشین اور ایک شہری، ایک فلاسفر اور ایک بدوی پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے ہیں اور آن واحد میں اپنی اپنی استعداد و قابلیت کے موافق مستفیض و مستفید ہورہے ہیں۔" (رحمۃ للعالمین:۳/۳۳)

اب ذرا قادیان کے "نبی" کے علم کا بھی اندازہ لگایئے اور اس کی تصانیف کا موازنہ احادیث نبویہ کے ذخیرہ کے ساتھ کرنے کے بجائے دورِ حاضر کے علماء کی کتابوں سے کریجئے، نثر کا نثر سے، نظم کا نظم سے، فارسی تحریر کا فارسی تحریر سے اور اردو کا اردو سے تقابل کرکے دیکھئے، آپ کو مرزا قادیانی کے مبلغ علم کا اندازہ ہو جائے گا، جتنا تناقض اور تعارض مرزا قادیانی کے کلام اور کتابوں میں پایا جاتا ہے، شاید ہی کسی کا کلام اور تحریر اس قدر متعارض ہوگی، مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ایک مثال پیش خدمت ہے:

مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

"کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔" (ایام الصلح ص:۱۴۷، روحانی خزائن:۱۴/۳۹۴)

یہ مرزا قادیانی کا صریح جھوٹ ہے، اس لئے کہ خود مرزا کا اعتراف موجود ہے کہ:

"اس نے عربی، فارسی، قواعد، صرف و نحو، حکمت اور منطق وغیرہ کی تعلیم فضل الٰہی، فضل احمد اور گل شاہ نامی اساتذہ سے حاصل کی ہے۔" (کتاب البریہ حاشیہ ص:۱۶۲، ۱۶۳، روحانی خزائن ۱۳/ ۱۸۰، ۱۸۱)

عصمت کاملہ:

نبی کے لئے عصمت بھی شرط ہے یعنی گناہوں سے پاک ہونا، جو شخص گناہوں میں مبتلا ہوکر خود اطاعتِ خداوندی میں کوتاہی کرتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کا نائب کیونکر ہوسکتا ہے، اہل دنیا کا بھی یہ اصول ہے کہ ایسے شخص کو اپنا نائب بناتے ہیں جو مکمل مطیع ہو اور ان کے دشمنوں سے بیزار ہو، یہی ضابطہ اللہ کے ہاں بھی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح نبوت کے بعد گناہوں سے معصوم اور محفوظ تھے، اسی طرح نبوت سے قبل بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی، زمانہ قبل النبوۃ کے اس ایک واقعہ سے بھی ہماری اس بات کی تائید ہوتی ہے:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے ایام جاہلیت کی رسوم میں کبھی بھی حصہ نہیں لیا، صرف دو مرتبہ ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے خود مجھے محفوظ رکھا، ایک مرتبہ تو اس طرح کہ میری عمر دس برس سے کم تھی اور بکریاں چراتا تھا، میں نے ساتھی چرواہے سے کہا کہ تم میری بکریاں سنبھالے رکھو تو میں مکہ (کی آبادی) میں جاکر دیگر نوجوانوں کی طرح کہانیاں کہوں اور سنوں، چنانچہ اسی ارادے سے میں مکہ مکرمہ کی طرف چلا، پہلے ہی گھر پہنچا تھا کہ وہاں سے دف اور مزامیر کی آواز سنائی دی، اس گھر میں شادی تھی، میں انہیں دیکھنے ہی لگا تھا کہ نیند نے غلبہ پاکر مجھے سلادیا اور سورج نکلنے پر آنکھ کھلی، دوسری بار پھر اسی ارادے سے چلا تو نیند آگئی اور وقت گزر گیا، ان دو واقعات کے علاوہ میں نے کبھی بھی مکروہات جاہلیت کا ارتکاب بلکہ ارادہ بھی نہیں کیا۔" (الشفاء ۱/۱۱۰، نیز الخصائص الکبریٰ للسیوطی ۱/۱۴۹)

(جاری ہے)

کتابِ فطرت کے سرورق پر جو نامِ احمد ﷺ رقم نہ ہوتا
تو نقشِ ہستی ابھر نہ سکتا، وجود لوح و قلم نہ ہوتا

یہ محفل کن فکاں نہ ہوتی، جو وہ امامِ امم نہ ہوتا
زمین نہ ہوتی فلک نہ ہوتا، عرب نہ ہوتا، عجم نہ ہوتا
(اقبال سہیل اعظمی)

قرآن و حدیث کے تناظر میں

حقوقِ انسانی کی تشریح

ابواللیث الحسنی کھگو یاوی

بعثت نبوی کے وقت کے وہ خونچکاں حالات، جہاں جان و مال، عزت و آبرو ہر چیز خطرے میں تھی، اس کا تصور ذہن میں آتے ہی ایک روح فرسا کیفیت طاری ہو جاتی ہے، اخوت و محبت، ہمدردی و غم گساری، نامانوس بلکہ ناپید تھی، معمولی معمولی سی باتوں پر جنگ چھڑ جاتی اور ایسی بھیانک شکل اختیار کر لیتی، جس کا تذکرہ تو کجا تصور سے ہی روح کانپ اٹھتی ہے، غرض ہر طرف ظلم و بربریت کا دور دورہ تھا، ایسے مہیب سائے میں فاران کی چوٹی سے ایک آفتاب عالمتاب نمودار ہوا، جس کی ضیا پاش کرنوں سے ایک نئی صبح کا آغاز ہوا، دم توڑتی اور جاں بلب انسانیت کو آب حیات ملا اور انسانیت پہلی بار اپنے حقوق سے آشنا ہوئی۔

حقوق انسانی کے معنی:

یہ دو کلموں سے مرکب ہے حقوق: جو حق کی جمع ہے، وہ چیز جو ثابت ہو (کسی فرد یا جماعت کے لئے) انسانی: انسان کی طرف منسوب ہے، انسان کی تعریف وہ جاندار یعنی جسم و روح والا جو قادر الکلام ہو۔

حقوق انسانی کا مفہوم:

انسان اس دنیا میں تنہا نہیں رہ سکتا، وہ دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہنے پر مجبور ہے، اپنی ضروریات زندگی کی تکمیل اور آفات و مصائب کے ازالہ کے سلسلہ میں دوسرے انسانوں کے تعاون کا محتاج ہے، اس قضیہ کے پیش نظر ہر انسان کا یہ عقلی و طبعی حق بنتا ہے کہ دوسرا اس کی مدد کرے، اس کے حقوق و فرائض کا لحاظ رکھے۔

حقوق انسانی کی ارتقائی تاریخ کا مختصر جائزہ:

حقوق انسانی پر کتاب و سنت کی روشنی میں تفصیلی بحث کرنے سے قبل ان حقوق کی ارتقائی تاریخ کا مختصر جائزہ لینا بے محل نہ ہوگا تاکہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے اور آج کی مہذب دنیا (امریکا) جو انسانی حقوق کی رٹ لگاتے نہیں تھکتا، یہ جان جائے کہ انسانی حقوق کے جس کھوکھلے تصور تک وہ اب پہنچا ہے اس سے کہیں زیادہ جامع اور واضح تصور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل پیش کر دیا تھا۔ خطبہ حجۃ الوداع کے اندر آپؐ نے بڑی شد و مد اور تاکید کے ساتھ حقوق انسانی ہی کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

حقوق انسانی کے شعور و ارتقاء کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک ندوی فاضل جناب مولانا سید احمد ومیض ندوی اپنے وقیع مضمون میں رقم طراز ہیں:

''صنعتی انقلاب کے آغاز سے مغرب میں حقوق انسانی کا شعور پیدا ہوا کہ انسان کے بھی بحیثیت انسان ہونے کے چند فطری حقوق ہوتے ہیں، جن سے کسی بھی فرد کو محروم نہیں کیا سکتا۔ چنانچہ انسانی حقوق کا شعور بیسویں صدی کے شروع میں نمودار ہوا اور انقلاب فرانس کا اہم جز قرار پایا، اس میں قوم کی حاکیت، آزادی، مساوات اور ملکیت جیسی فطری حقوق وغیرہ کا اثبات کیا گیا تھا، تدریجا حقوق انسانی کا دائرہ وسیع ہوتا چلا گیا اور اخیر میں حقوق انسانی کا عالمی منشور سامنے آیا، دسمبر ۱۹۴۶ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ایک ریزولیشن پاس کیا، جس میں انسانوں کی نسل کشی کو ایک بین الاقوامی جرم قرار دیا گیا۔ ۱۹۴۸ء میں نسل کشی کے انسداد کے لئے ایک قرارداد پاس کی گئی اور ۱۲؍ جنوری ۱۹۸۱ء میں نفاذ ہوا۔''

حقیقی انسانی حقوق:

انسان کے بنیادی اور فطری حقوق کے تحت جن جن امور کو شامل کیا جاتا ہے، ان میں حقوق انسانی کا جامع ترین تصور، انسانی مساوات کا حق، انسانی عزت و آبرو کی حفاظت، انسانی جان و مال اور جائیداد کی حفاظت، مذہبی آزادی کا حق، آزادیٔ ضمیر کا حق

جس گھڑی وہ ﷺ نازش کون و مکاں پیدا ہوا
سارے عالم میں خوشی کا اک سماں پیدا ہوا

ابتدائے دہر سے حق کو رہا مطلوب جو
ہاں وہی محبوبِ خلاقِ جہاں پیدا ہوا

(ولی اللہ ولی)

ضروریات زندگی کا انتظام، انسانی حقوق میں فرد و معاشرے کی رعایت، بچوں کے حقوق کی حفاظت، اسی طرح انسانوں کے معاشی و ثقافتی اور تعلیمی حقوق نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔

حقوقِ انسانی کی صحیح تشریح:

سطور بالا میں دور حاضر کے انسانی حقوق کے ارتقا کا جو سرسری جائزہ لیا گیا ہے، اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مغرب میں حقوق انسانی کے تصور کی دو تین صدیوں قبل کوئی تاریخ نہیں ہے، جبکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی حقوق انسانی کا ایک جامع تصور انسانیت کے سامنے پیش کر کے بذات خود اسے عملی جامہ پہنا کر ایک صالح معاشرہ کی تشکیل کی۔

فاضل مضمون نگار مولانا ندوی حقوق انسانی کے اس مغربی منشور کی عدم تاثیر اور فرسودگی کے اسباب ومحرکات متعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جن مغربی ممالک نے منشور حقوق انسانی کی داغ بیل ڈالی تھی، آج وہی ممالک حقوق انسانی کی خلاف ورزیوں میں پیش نظر آتے ہیں، چنانچہ آئے دن ان ممالک میں جرائم پیشہ افراد کی شرح میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔ مفکرین و مدبرین نے اس کے بہت سے اسباب متعین کئے ہیں، لیکن حقوق انسانی پر ڈاکا زنی کا بنیادی سبب ان انسانی حقوق کے نفاذ کے لئے کسی داخلی قوت نافذہ کا فقدان ہے، علاوہ ازیں مغرب کے حقوق انسانی کا فلسفہ صرف اس کے مفادات کے اردگرد گھومتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حقوق انسانی ایک نظریہ بن کر رہ گیا، جس کا عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے، لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوق انسانی کے صحیح نفاذ اور ان کو عملی زندگی سے مربوط کرنے کے لئے فکر آخرت سے جوڑ دیا جس کے باعث بندوں کے اندر حقوق انسانی کی رعایت وحفاظت کی ایسی اسپرٹ پیدا ہوگئی کہ بندہ از خود حقوق انسانی کا محافظ بن جاتا ہے۔“

حقوقِ انسانی کا جامع ترین تصور اسلام نے دیا

مغرب نے حقوق انسانی کا جو تصور پیش کیا ہے وہ انتہائی ناقص اور فرسودہ ہے، اس کے اندر اتنی وسعت نہیں کہ وہ زندگی کے مختلف شعبوں کا احاطہ کر سکے اس کے باوجود مغرب حقوق انسانی کی رٹ لگاتے تھکتا نہیں، لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مربوط نظام، انسانی حقوق کا پیش کیا وہ زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہی، جن میں احترام انسانیت، بشری نفسیات و رجحانات اور انسان کے معاشرتی، تعلیمی، شہری، ملکی، ملی، ثقافتی، تمدنی اور معاشی تقاضوں اور ضروریات کا مکمل لحاظ کیا گیا ہے اور حقوق کی ادائیگی کو اسلام نے اتنی اہمیت دی ہے کہ اگر کسی شخص نے دنیا میں کسی کا حق ادا نہیں کیا تو آخرت میں اس کو ادا کرنا پڑے گا ورنہ سزا بھگتنی پڑے گی، حتی کہ جانوروں کے آپسی ظلم وستم کا انتقام بھی لیا جائے گا۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا:

”حق والوں کو ان کے حقوق تمہیں ضرور بالضرور قیامت کے روز ادا کرنے پڑیں گے، حتی کہ بے سنگھے بکرے کو سینگھ والی بکری سے بدلہ دیا جائے گا۔“

زکوٰۃ اور حقوقِ انسانی:

یہ ایک بدیہی امر ہے کہ ایک مخصوص طبقہ کے پاس مال و دولت کے منجمد رہنے سے کمزور طبقے بیروزگاری کے شکار ہوجاتے ہیں اور انسانی معاشرہ کی ایک معتدبہ تعداد خط افلاس کے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہوجاتی ہے۔ اسلامی قوانین نے زکوٰۃ کو فرض قرار دے کر سالانہ آمدنی کا ڈھائی فیصد حصہ غریبوں کے لئے خاص کیا کہ دولت ایک ہاتھ میں سمٹ کر نہ رہ جائے، صدقہ و خیرات کی اہمیت اجاگر کرکے غربا و مساکین کا بھرپور خیال رکھا، ارشاد ربانی ہے:

”وفي اموالهم حق للسائل والمحروم۔“

ترجمہ: ”اور ان کے مالوں میں غربا و مساکین کا حق ہے۔“

اسلام میں انسانیت کی میزبانی:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر دنیا کی تمام مخلوق میں سب سے زیادہ اعزاز بخشا، اس کے احترام واکرام کی تعلیم دی، اس کو خوبصورت سانچہ میں ڈھال کر اسے دنیا کی نعمتوں سے مالا مال کیا۔

یَاحَیُّ — بسم اللہ الرحمن الرحیم — یَا قَیُّوْمُ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌo اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌo

سیرت نبویﷺ پر عمل کی نیت سے ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ کی تالیف ”اسوۂ رسول اکرمﷺ“ کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

خصوصی گزارش: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جانے والے حضرات سے حرم کعبہ اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کے وقت خصوصی دعا اور سلام کی درخواست ہے

نیک بنو، نیکی پھیلاؤ / شیخ محمد عاطف پوری، اوکاڑہ Email:Muhammadatif78692@ovi.com

ارشادِ ربانی ہے:

''ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ہے اور خشکی و دریا میں ان کو سواری دی اور پاکیزہ چیزوں سے روزی دی اور ہم نے ان کو بہت سی مخلوقات پر فوقیت دی۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے: ''ہم نے آدمی کو اچھی شکل وصورت میں پیدا کیا ہے۔'' تیسری جگہ ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے نفع کے لئے زمین کی ساری چیزیں پیدا کی ہیں۔'' چوتھی جگہ یوں فرمایا: ''میں نے سب جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔''

اسی طرح اسلام نے انسانی حرمت وشرافت کی اتنی پاسداری کی کہ انسان کا احترام پس مرگ تک باقی رکھا، چنانچہ آپ کے زمانے میں ایک عورت کا جنازہ گزر رہا تھا، اللہ کے رسول کھڑے ہوگئے، صحابہ کرامؓ نے کہا: اللہ کے رسول! یہ تو یہودی ہے؟ اللہ کے رسول نے فرمایا: ''الیست نفسا'' یعنی کیا وہ انسان نہیں؟ اسی طرح نبوت وشریعت کی دولت بھی صرف اور صرف انسان ہی کو عطا کی گئی ہے، اسی طرح اسلام نے علوم وعقل اور خرد جیسے گراں قدر انعام سے نوازا۔ ارشاد ہے:

''اللہ تعالیٰ کی تمام پیدا کردہ چیزوں میں عقل اللہ کے نزدیک سب سے باعزت ہے۔''

انسانی اخوت ومساوات:

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے رنگ ونسل، قومیت ووطنیت اور اونچ نیچ کے سارے امتیازات کا یکسر خاتمہ کرکے ایک عالمگیر مساوات کا آفاقی تصور پیش کیا، اور ببانگ دہل یہ اعلان کردیا کہ سب انسان آدم کی اولاد ہیں، لہٰذا سب کا درجہ مساوی ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تاریخی خطبہ میں جن بنیادی انسانی حقوق سے وصیت وہدایت فرمائی ان میں انسانی وحدت ومساوات کا مسئلہ خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے:

''اے لوگو! یقیناً تمہارا پروردگار ایک ہے، تمہارے باپ بھی ایک ہیں، تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے تھے، یقیناً تم میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ شخص ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی اور پاک باز ہو، کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی برتری نہیں مگر تقویٰ کی بنا پر، اور فتح مکہ کے موقع پر ایک اہم خطبہ میں اسی طرح کا حکم ارشاد فرمایا۔''

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

''لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا (یعنی اول) اور اس سے اس کا جوڑا بنایا، پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد وعورت (پیدا کرکے روئے زمین پر) پھیلا دیئے۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

''لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قوم اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو اور خدا کے نزدیک تم میں سے قابل اکرام اور عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔''

انسانی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت

یہ انسانی حقوق میں سب سے پہلا اور بنیادی حق ہے اس لئے کہ جان سب سے قیمتی اثاثہ ہے، اس کے اردگرد زندگی کی سرگرمیاں گھومتی ہیں۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل انسانی جانوں کی کوئی قیمت نہ تھی، سب سے پہلے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان وحشی درندوں کو انسانی جان کا احترام سکھایا اور ایک جان کے قتل کو ساری انسانیت کا قتل قرار دیا۔ قرآن پاک میں بھی اس کی تائید کی گئی، چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

''جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے، یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اس نے گویا تمام لوگوں کا قتل کیا اور جو اس کی زندگی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب ہوا۔''

اسی طرح ارشاد نبویؐ ہے:

''رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔''

دوسری حدیث میں ارشاد ہے:

''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو انسانوں پر رحم نہ کرے اور مال کے تحفظ کو یوں موکد کیا گیا ہے، ارشاد ربانی ہے: اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔''

وہ جس نے اُمیوں کو علم وحکمت کی امانت دی
سکھائے جس نے چرواہوں کو آدابِ جہانبانی

نظر وہ کیمیا، کایا پلٹ دی جس نے قوموں کی
ہوئے شیر وشکر جو کل تلک تھے آگ اور پانی
(حضرت مولانا مفتی شفیعؒ)

واضح رہے کہ انسانی زندگی کی بقا کے لئے مال بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

جس طرح حق زندگی اور تحفظ مال، انسان کے بنیادی حقوق ہیں، اسی طرح عزت و آبرو کا تحفظ بھی انسان کا بنیادی حق ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے، ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے، ممکن ہے کہ وہ اس سے اچھی ہوں اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ، اور ایک دوسرے کو بُرے نام سے مت پکارو۔"

تحفظ آزادی (شخصی و مذہبی)

اسلامی معاشرہ میں چونکہ ہر فرد کو مساوی حقوق حاصل ہیں، کسی کا کسی پر بے جا دباؤ نہیں، ہر ایک آزاد اور خود مختار ہے، اس لئے اسلام نے انسان کی شخصی آزادی کی بقا کے لئے انسان کی نجی اور پرائیویٹ زندگی میں مداخلت سے دوسروں کو روکا ہے اور خواہ مخواہ کی دخل اندازی، ٹوہ بازی اور بلا اجازت کسی کے گھر میں دخول سے منع کیا ہے۔ ارشاد حق ہے:

"مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے (لوگوں) کے گھروں میں گھر والوں سے اجازت لئے اور ان کو سلام کئے بغیر داخل نہ ہوا کرو۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"اے ایمان والو! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ (بعض) گمان گناہ ہے اور ایک دوسرے کے حال کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور نہ کسی کی غیبت کرے۔"

اسی طرح اسلام میں مذہب اور ضمیر و اعتقاد کے تحفظ کی گارنٹی یوں دی گئی:

"دین اسلام میں زبردستی نہیں ہے، ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے۔"

ایک دانشور مفکر لکھتے ہیں:

"صبر و اعتقاد کی آزادی ہی کا قیمتی حق تھا، جسے حاصل کرنے کے لئے مکہ مکرمہ کے سیزدہ سالہ دور ابتلا میں مسلمانوں نے ماریں کھا کھا کر کلمہ حق کہا اور بالآخر یہ حق ثابت ہو کر رہا۔"

اسلامی تاریخ اس بات سے عاری ہے کہ مسلمانوں نے کبھی اپنی غیر مسلم رعایا کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا ہو یا کسی قوم کو مار مار کر کلمہ پڑھوایا ہو۔

عورتوں، بچوں، غلاموں، یتیموں اور حاجت مندوں کے حقوق

اعلان نبوت سے قبل عورتوں کی حالت بڑی ناگفتہ بہ تھی، معاشرہ میں اس کی حیثیت سامان لذت سے کچھ زیادہ نہ تھی، معاشی، سماجی ہر لحاظ سے بے بس تھی، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سسکتی، بلکتی عورت کی فریاد رسی کی، اس کے حقیقی مقام کو متعین فرمایا۔ چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر ان کے حقوق کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔

اسی طرح قبل از اسلام اسقاط حمل اور دختر کشی کی رسم عروج پر تھی، اسلام نے سختی کے ساتھ اس گھناؤنے فعل سے منع کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اپنی اولاد کو فقر و فاقہ کے خوف سے نہ قتل کرو، ان کو اور تم کو روزی ہم ہی دیتے ہیں، یقیناً یہ بڑا گناہ ہے۔"

زمانہ جاہلیت میں غلاموں اور غریبوں کے حقوق بھی روندے، پامال کئے جاتے، انہیں حقارت و ذلت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، اسلام نے انہیں بھی اتنے حقوق دیئے کہ ان کی سطح زندگی بلند کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ چنانچہ ایسے ایسے اصول و قوانین طے کئے، جن سے لوگ زیادہ سے زیادہ غلامی کے طوق سے نکل سکے۔ بریں بنا بہت سے گناہوں اور حکم عدولیوں کا کفارہ غلاموں کی آزادی رکھا اور ان کے ساتھ حُسن سلوک کا حکم فرمایا۔ ☆☆

قانون توہین رسالت میں ترمیم کے بعد اگلا ہدف قادیانیوں کو مسلم قرار دینا ہوگا: مولانا انوارالحق

کوئٹہ (محمد یونس) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے زیر اہتمام آل پارٹیز اجلاس صوبائی دفتر کوئٹہ میں بلایا گیا، جس میں جمعیت علما اسلام، اہلسنت والجماعت، وفاق المدارس، جمعیت طلبہ اسلام، جماعت اسلامی، جمعیت عربیہ طلبہ اسلام، تنظیم اسلامی، اشاعت التوحید والسنۃ، پشتونخواہ عوامی ملی پارٹی، مدارس کے مہتممین و شیوخ الحدیث حضرات، مرکزی جمعیت اہلحدیث، انجمن تاجران، چیمبر آف کامرس، مسلم لیگ (ن، ق، ف) جمعیت علماء پاکستان اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی ذمہ داران نے شرکت کی۔ تمام صوبائی ذمہ داران نے تحریک تحفظ ناموس رسالت کی مکمل حمایت کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شانہ بشانہ چلنے کی مکمل یقین دہانی کرائی، تمام صوبائی ذمہ داران نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے حکمرانوں کو خبردار کیا کہ حکمران قانون توہین رسالت کو مت چھیڑیں، اہل ایمان سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتے۔ آخر میں تحریک ناموس رسالت کے صوبائی صدر مولانا انوارالحق حقانی نے خطاب کرتے ہوئے قادیانیوں کی سازشوں پر روشنی ڈالی اور توہین رسالت کے موجودہ واقعہ میں قادیانیوں کو ملوث قرار دیا اور کہا کہ اگر اس قانون میں کسی بھی قسم کی ترمیم کی گئی تو اگلا ہدف، قادیانیت کو اسلام اور قادیانیوں کو مسلمان قرار دینے کا ہوگا۔ اس طرح یہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ ناموس رسالت پر حملہ کوئی مسلمان بچہ بھی برداشت نہیں کر سکتا اور اس سلسلے میں جان دینا ہر مسلمان سعادت سمجھتا ہے۔ اجلاس کے آخر میں ۱۴ افراد پر مشتمل صوبائی کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے صدر رکن شوریٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان مولانا انوارالحق حقانی کو منتخب کیا گیا۔

کیا ننگے سر رہنا سنت ہے؟

ننگے سر رہنے کی شرعی حیثیت قرآن وحدیث کی روشنی میں

ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی

مرسلہ: مولانا محمد نذر عثمانی

بعض علاقوں اور مقامات پر عموماً عمامہ (پگڑی) پہننے کا رواج ہے اور اسے بھلے مانس اور شریف لوگوں میں عزت اور وقار کی ایک علامت سمجھا جاتا ہے، جبکہ ننگے سر رہنے کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا اور اس چیز میں اس وقت مزید شدت آجاتی ہے کہ جب کچھ لوگ ننگے سر نماز ادا کرتے نظر آتے ہیں اور وہ ننگے سر نماز ادا کرنے پر اصرار کرتے ہیں بلکہ ننگے سر نماز ادا کرنے کو انہوں نے اپنی عادت بنا رکھا ہے اور انہوں نے اسے سنت کا درجہ دے رکھا ہے۔ دوسرے لوگ ان کی اس عادت کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے اور اس طرح اس معاملہ میں محاذ آرائی کی ایک شکل پیدا ہو جاتی ہے۔

کسی مسئلہ میں تنازع و اختلاف کی صورت میں اہل ایمان کو قرآن وحدیث کی طرف پلٹنے کا حکم دیا گیا ہے:

ترجمہ: "پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔" (النساء:59)

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: "اور تمہیں جو کچھ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) دے، لے لو اور جس سے روکے، رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔" (الحشر:7)

احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر عمامہ (پگڑی) باندھا کرتے تھے اور آپ کے عمامہ کا رنگ سیاہ تھا۔ کبھی آپ کے سر پر چادر بھی ہوتی تھی، جس سے آپ اپنے سر کو ڈھانپ لیا کرتے تھے۔ اسی طرح ٹوپی کا ذکر بھی احادیث میں موجود ہے، جس کا عمامہ کی احادیث کے بعد ذکر کیا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز

(1) سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہوئے اور آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔" (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب جواز دخول مکۃ بغیر احرام (92:33) سنن الترمذی (1785) الشمائل، للترمذی 115، سنن ابی داؤد (4076)، سنن النسائی (5344) وفی الکبریٰ (8707)، سنن ابن ماجہ (2822) و(3585)، مسند احمد (363/3) سنن ابن ماجہ (3586) میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت موجود ہے لیکن اس کی سند میں ایک راوی موسیٰ بن عبیدہ ابوالعزیز المدنی ضعیف ہے، البتہ شواہد کی وجہ سے یہ روایت صحیح ہے۔ بخاری (1846) اور مسلم (1357) میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے اور آپ کے سر پر مغفر (خود) تھا۔"

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ احتمال ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا، پھر آپ نے اسے اتار دیا (جیسا کہ اسی حدیث میں یہ بات موجود ہے) اس کے بعد آپ نے عمامہ پہن لیا۔ اس طرح جس صحابیؓ نے دیکھا، وہ بیان کر دیا اور اسی کی تائید

کمالاتِ نبوت ختم ہیں حضرت محمد ﷺ پر
کسی کے پاس جبریل امینؑ اب آ نہیں سکتے

امام الانبیا معراج کی شب اس جگہ پہنچے
جہاں روح الامینؑ جیسے ملک بھی جا نہیں سکتے

(مولانا امام علی دانش)

سیّدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ یہ حدیث امام مسلم ؒ نے بیان کی ہے اور آپ نے یہ خطبہ کعبہ کے دروازے کے قریب دیا تھا اور آپ ؐ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ بعض علماء کرام نے ان احادیث میں اس طرح بھی تطبیق دی ہے کہ کالا عمامہ خود کے اوپر یا نیچے تھا تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو خود کے ذریعہ محفوظ رکھ سکیں۔

(فتح الباری:۴/۹۱،۹۲)

(۲) سیّدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا، اس حال میں کہ آپ ؐ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔"

(صحیح مسلم:۳۳۱۱، الشمائل المحمدیہ للترمذی:۱۱۷)

ان احادیث سے جہاں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عمامہ پہننا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، وہاں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ کا آخری عمل عمامہ پہننا ہے، کیونکہ مکہ آٹھ ہجری میں فتح ہوا اور آپ سن ۱۱ ہجری کے شروع میں وفات پاگئے اور اس عرصہ کے دوران آپ ؐ سے اس کے خلاف کوئی عمل ثابت نہیں ہے۔

(۳) سیّدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

ترجمہ: "گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں، آپ منبر پر تشریف فرما ہیں اور آپ ؐ کے سر پر سیاہ عمامہ ہے، جس کا ایک حصہ پیچھے دونوں کاندھوں کے درمیان چھوڑ رکھا ہے۔" (مسلم:۳۳۱۲)

(۴) سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں:

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ پہنتے تو اس کے ایک حصہ کو دونوں کاندھوں کے درمیان لٹکاتے۔ امام نافع ؒ فرماتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن عمرؓ بھی عمامہ کے ایک حصہ کو کندھوں کے درمیان لٹکاتے اور امام عبیداللہ بن عمر ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سیّدنا محمد بن قاسم ؒ اور سالم بن عبداللہ ؒ کو دیکھا کہ وہ بھی اس حدیث کے مطابق عمل کیا کرتے تھے۔ امام محمد ناصر الدین الالبانی ؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔" (سنن الترمذی:۱۷۳۶، الصحیحۃ:۷۱۷)

(۵) سیّدنا ابو عبدالسلام ؒ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ کس طرح پہنتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ: آپ عمامہ کے کپڑے کو سر پر گھما کر لپیٹتے تھے اور اس کے سرے کو پیچھے رکھنے کا قصد فرماتے اور دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔ (مجمع الزوائد، ۵/۱۲۰) وقال الہیثمی: رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ رجال الصحیح خلا ابا عبدالسلام وھو ثقۃ) الشیخ سیّد بن عباس الجلیمی شمائل ترمذی کے محقق فرماتے ہیں: ابو عبدالسلام مجہول ہیں جیسا کہ ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے الجرح والتعدیل میں اور ابن حجر العسقلانی نے لسان المیزان میں لکھا ہے اور ابو معشر اس سند میں البراء ہے اور ان کا نام یوسف بن یزید ہے وہ صدوق ہے اور کبھی کبھی غلطی کر جاتا ہے۔ (الشمائل ص:۱۰۶) قلت (ابو جابر) میں نے اُس روایت کو شواہد میں ذکر کیا ہے۔

(۶) سیّدنا عبداللہ بن عمرؓ ایک طویل حدیث میں ذکر فرماتے ہیں: "..... پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوفؓ کو حکم دیا کہ وہ سریہ کے لئے تیاری کریں کہ جس پر امیر بنا کر انہیں بھیجا جاتا ہے، پس صبح ہوئی اور انہوں نے سیاہ کھدر کے کپڑے کا عمامہ پہنا پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، پس آپ ؐ نے ان کا عمامہ اتار دیا اور انہیں (درست طریقہ سے) عمامہ پہنایا اور پیچھے کی طرف چار انگلیوں یا اس کے برابر کپڑے کا حصہ چھوڑ دیا، پھر فرمایا: اے ابن عوف! اس طرح عمامہ باندھا کرو، پس یہ اچھا اور خوبصورت لگتا ہے، پھر آپ ؐ نے جھنڈا دے کر انہیں جہاد کے سلسلہ کی ہدایات دیں۔ (مجمع الزوائد ۵/۱۷۰) وقال الہیثمی: رواہ الطبرانی فی الاوسط فی اسنادہ حسن: ابوداؤد (۴۰۷۹) میں بھی اس مضمون کی ایک مختصر روایت موجود ہے لیکن اس کی سند میں ایک راوی شیخ اہل مدینہ مجہول ہے۔

ان احادیث کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عموماً اپنے سر پر عمامہ باندھا کرتے تھے۔ لہٰذا سر پر عمامہ باندھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور اس سنت کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔ بالخصوص وہ لوگ کہ جن کا دعویٰ ہے کہ وہ قرآن وحدیث پر عامل ہیں، ان کا اس سنت کو اپنانا زیادہ ضروری ہے، لیکن ان کا اس سنت سے اعراض کرنا بڑا عجیب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"فمن رغب عن سنتی فلیس منی" (بخاری:۵۰۶۳)

ترجمہ: "جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔"

اسی طرح حدیث:

"کل امتی یدخلون الجنۃ الا من ابیٰ۔" (بخاری:۷۲۸۰)

ترجمہ: ''میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی، سوائے اس شخص کے کہ جس نے (سنت پر عمل کرنے سے) انکار کردیا۔''

ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں:

ترجمہ: ''پس جس شخص نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی، اس نے اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت کی اور جس شخص نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان تفریق کرنے والے ہیں۔''

یعنی وہ حق اور باطل کے درمیان فرق ہیں۔

ان احادیث کو نگاہ میں رکھا جائے تاکہ سنت پر عمل پیرا ہونے کی اہمیت کا ہمیں اندازہ ہوسکے اور ترک سنت کے وبال کا بھی ہمیں پتہ چل سکے۔ اس وقت اہل بدعت اس سنت پر عمل پیرا ہیں، لیکن انہوں نے ہرے رنگ ہی کو اپنی شناخت بنا رکھا ہے، جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کا رنگ سیاہ تھا۔

(۷) سیدنا عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

''رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمسح علی عمامتہ وخفیہ۔''

ترجمہ: ''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے عمامہ اور موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔''

(بخاری کتاب الوضو باب المسح علی الخفین: ۲۰۵)

اس حدیث سے واضح ہوا کہ آپ نے نماز کے لئے جب وضو فرمایا تو عمامہ پر مسح فرمایا اور عمامہ کے ساتھ نماز بھی ادا فرمائی اور حدیث کا ظاہر اسی بات کو چاہتا ہے اور اسی بات سے ان لوگوں کا بھی رد ہوجاتا ہے کہ جو ننگے سر نماز پڑھنے پر ہی اصرار کرتے ہیں: ''خذوا زینتکم عند کل مسجد'' کا سیاق بھی اسی بات کو چاہتا ہے کہ نماز میں سر کو ڈھکا رہنا چاہیے۔

(۸) سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے لئے قضائے حاجت سے فارغ ہوئے پھر آپؐ نے وضو فرمایا:

''ومسح بناصیتہ وعلی العمامۃ: وعلی خفیہ'' اور آپؐ نے اپنی پیشانی، عمامہ اور موزوں پر مسح فرمایا۔ (مسلم کتاب الطہارۃ باب المسح علی الناصیۃ والعمامۃ: ۲۷۴، الترمذی: ۱۰۰)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اب اس باب میں عمرو بن امیہ، سلمان، ثوبان اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم کی بھی روایات ہیں اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

(۹) سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی الخفین والخمار'' (مسلم: ۲۷۵، ابن ماجہ: ۵۶۱)

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں اور چادر پر مسح فرمایا۔''

دوسری روایت میں ہے:

''رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمسح علی الخفین والخمار۔'' (النسائی: ۱۰۴)

ابن ماجہ ص: ۵۶۱ میں ہے:

ترجمہ: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں اور خمار پر مسح کرتے دیکھا ہے۔'' خمار اس چادر کو کہتے ہیں کہ جس کے ذریعے سر کو ڈھانپا جائے اور یہاں خمار سے مراد عمامہ ہے۔ (حاشیہ ابن ماجہ دارالسلام)

(۱۰) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ محرم کپڑوں میں سے کیا پہن سکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''محرم، قمیص، عمامے، پاجامے (شلوار) برانس (برنس کی جمع ایک قسم کی ٹوپی) اور موزے نہیں پہن سکتا، مگر جسے چپل میسر نہ ہو تو وہ موزہ پہن لے مگر اسے ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ ڈالے اور جس کپڑے پر زعفران یا ورس (خوشبودار گھاس) لگی ہوا سے بھی نہ پہنے۔''

(بخاری: ۱۵۴۲، ۵۸۰۶)

(جاری ہے)

وہ ہیں محبوب رب العالمین احمد ﷺ ہے نام ان کا
امین الدین میرا نام ہے میں ہوں غلام ان کا

بنا کر رحمۃ للعالمین بھیجا گیا اُن ﷺ کو
نہ ہر عالم میں ہو کیوں تذکرہ پھر صبح وشام اُن ﷺ کا
(سید امین گیلانیؒ)

خبروں پر ایک نظر

اہل مغرب اور مغرب پرست قوتیں قانون توہین رسالت میں ترمیم کے لئے حرکت میں آ گئی ہیں

کوئٹہ (نمائندہ خصوصی) تحریک تحفظ ناموس رسالت کے سلسلے میں ایکشن کمیٹی کا ایک اہم اجلاس چیئرمین ایکشن کمیٹی مولانا قاری انوار الحق حقانی کی زیر صدارت دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں منعقد ہوا، جس میں جمعیت علماء اسلام (ف) کے نائب امیر حافظ حمد اللہ، حاجی عبدالصادق نورزئی، مولانا شریف اللہ، جمعیت علماء اسلام (نظریاتی) کے حاجی ضیاء الدین، مولانا نصیر احمد مشوانی، جمعیت علماء اسلام (س) مولانا محمد شفیق دولت زئی، مولانا عبدالقیوم میرزئی، جماعت اسلامی بلوچستان کے مولانا عبدالکبیر شاکر، عبدالقیوم کاکڑ، جمعیت علماء پاکستان کے صوبائی صدر مولانا میر عبدالقدوس ساسولی، تنظیم اسلامی بلوچستان کے خواجہ ندیم احمد، جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے نائب امیر حاجی عزیز اللہ آغا، جمعیت اہلحدیث مرکزی کے مولانا قاری محمد زکریا، اہلسنت والجماعت کے مولانا عبدالرحیم ساجد اور حافظ شاد فاروقی، مرکزی انجمن تاجران کے حاجی تاج آغا شریک ہوئے اور میزبانی کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے جنرل سیکریٹری تاج محمد فیروز، مبلغ ختم نبوت مولانا محمد یونس، پروفیسر عبدالجلیل، حاجی عبدالصمد، حافظ حمزہ ملوک اور سید حزب اللہ آغا نے سر انجام دیے۔ اجلاس میں طے کیا گیا کہ معاشرے کے تمام مکاتب فکر کو ناموس رسالت کے لئے ہر طرح کی قربانی کے لئے تیار رہنا چاہیے، کیونکہ اہل مغرب اور مغرب پرست قوتیں قانون توہین رسالت میں ترمیم کے لئے حرکت میں آ چکی ہیں۔ توہین رسالت کا موجودہ واقعہ صرف ایک فرد واحد ملعونہ آسیہ مسیح کا مسئلہ نہیں بلکہ اس واقعہ کی آڑ میں مسلمانوں کی ایمان کشی کی ایک گہری اور منظم سازش کارفرما ہے۔ ناموس رسالت کا مسئلہ تمام مسلمانوں کی مشترکہ ایمانی، اخلاقی، قانونی اور شرعی مسئلہ ہے، جس کی بنیاد پر اسلام کی تمام تر عمارت استوار ہے اور دنیا کے کسی خطے کا ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھی اس قانون میں ترمیم یا تنسیخ کا سوچ بھی نہیں سکتا اور یہی تو وہ بنیادی عقیدہ ہے، جس کی بنیاد پر پاکستان معرض وجود میں آیا تھا، لہٰذا اس قانون میں ترمیم اسلام اور پاکستان سے غداری ہے۔

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا توصیف احمد کے دادا جان گزشتہ دنوں اپنے آبائی گاؤں تنیال ضلع مانسہرہ میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے ماشاء اللہ طویل عمر پائی۔ اللہ تعالیٰ ان کی کامل مغفرت فرمائے اور انہیں اپنے سایہ عاطفت میں جگہ عنایت فرمائے۔ باتوفیق قارئین ختم نبوت سے درخواست ہے کہ مرحوم کو اپنی دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیں۔

اکابر علمائے کرام پر عدم اعتماد اور طعن و تشنیع دنیا و آخرت میں خسارے کا سبب ہے

کراچی.... ۲۷ جنوری بروز جمعرات بعد نماز مغرب دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں دینی مدارس کے طلبا کی تربیتی نشست سے مبلغ ختم نبوت مولانا مجاہد مختار نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمام مسلمانوں کو اسلام کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے پر ابھارتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابھی تک حکومت قانون توہین رسالت کے معاملہ میں گومگو کا شکار ہے اور اس قانون میں ترمیم نہ کرنے، شہباز بھٹی کمیٹی تحلیل کرنے اور شریری بل واپس لینے سے گریزاں ہے۔ مولانا توصیف احمد نے طلبا سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ علمائے حق کی تمام جماعتوں کے قائدین ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، تحصیل علم کے ساتھ ساتھ اپنے اکابرین کے ادب کو ملحوظ رکھا جائے، اکابرین کی عزت وتوقیر کرنا علمی ترقی کا سبب ہے۔ اکابر علمائے کرام پر عدم اعتماد اور طعن و تشنیع دنیا و آخرت میں خسارے کا سبب ہے۔ جس نے بھی علماء کی ذات پر کیچڑ ڈالا، اللہ تعالیٰ نے اس کو رسوا کیا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کی جن لوگوں نے تذلیل کی تھی وہ تمام افراد خدائی پکڑ میں آئے اور عبرت کا نشانہ بنے۔ آج تمام طلبا اپنے اکابرین کی پالیسی پر اعتماد کریں اور جھوٹے پروپیگنڈے پر کان نہ دھریں۔

خصوصی رعایتی پیکج
جناب محمد اقبال قریشی صاحب کی کتابوں کا سیٹ
تہذیب الاخلاق کامل 150 روپے — معارف اشرفیہ، علوم الہامی 165 روپے
قمری مہینوں کے فضائل واحکام 135 روپے — سبق آموز، مزاحیہ حکایات 60 روپے
محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم 60 روپے
صرف 400 روپے پیشگی منی آرڈر کرنے کی صورت میں بذریعہ رجسٹرڈ پارسل کتب ارسال کردی جائیں گی
ادارہ تالیفات اشرفیہ جامع مسجد تھانے والی ہارون آباد، ضلع بہاولنگر

اے رسولِ امین ﷺ، خاتم المرسلین ﷺ

سید نفیس الحسینیؒ

اے رسولِ امیں، خاتم المرسلیںؐ، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے براہیمی و ہاشمی خوش لقب، اے تو عالی نسب، اے تو والا حسب
دُودمانِ قریش کے دُرِّ ثمیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

دست قدرت نے ایسا بنایا تجھے، جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں، اے ابد کے حسیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

بزمِ کونین پہلے سجائی گئی، پھر تری ذات منظر پہ لائی گئی
سید الاولیں، سید الآخریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا، اس زمیں میں ہوا، آسماں میں ہُوا
کیا عرب، کیا عجم، سب ہیں زیرِ نگیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی، تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
تیرے انفاس میں خلد کی یاسمیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

سدرۃ المنتہیٰ رہ گزر میں تری، قاب قوسین گردِ سفر میں تری
تو ہے حق کے قریں، حق ہے تیرے قریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کہکشاں ضو ترے سرمدی تاج کی، زُلفِ تاباں حسیں رات معراج کی
لیلۃ القدر تیری منور جبیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

مصطفیٰؐ مجتبیٰؐ تیری مدح و ثنا، میرے بس میں نہیں، دسترس میں نہیں
دل کو ہمت نہیں، لب کو یارا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کوئی بتلائے کیسے سراپا لکھوں، کوئی ہے! وہ کہ میں جس کو تجھ سا کہوں
توبہ توبہ! نہیں کوئی تجھ سا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

چار یاروں کی شانِ جلی ہے بھلی، ہیں یہ صدیقؓ، فاروقؓ، عثمانؓ، علیؓ
شاہد عدل ہیں یہ ترے جانشیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے سراپا نفیسؔ انفسِ دو جہاں، سرورِ دلبراں دلبرِ عاشقاں
ڈھونڈتی ہے تجھے میری جانِ حزیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

Regd.M33.700

وما کتب جاری

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اسکے مسلماں ہو نہیں سکتا!

الآ نبی بعدی

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا!

قانون تحفظ ناموس رسالت میں ترمیم حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محرومی کا باعث ہے

قانون تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حکومت کوئی ترمیم نہ کرے

اسلامیان پاکستان اس کو کبھی برداشت نہیں کریں گے

حکمرانوں سے دردمندانہ اپیل

سرکاری حکام اور ارباب حل وعقد سے اپیل ہے کہ وہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالتؐ کے وفادار بن کر رہیں اور کسی عہدہ کے لالچ یا دنیا کی عارضی عزت کے بدلے خاتم النبیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی کرتے ہوئے منکرین ختم نبوت اور گستاخان رسول کی حوصلہ افزائی نہ کریں۔

منجانب: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، پاکستان

061-4514122, 042-5862404

کاظم ایڈورٹائزرز لاہور 042-37574180